Regd No 767

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ || ۱۹ اخاء ۱۳۴۰ ہش || ۸ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ || ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ اکتوبر بروقت ۱/۲ ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحتیاب فرما دے آمین۔

ربوہ ۱۴ اکتوبر۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو گزشتہ دنوں گر جانے کی وجہ سے بیٹھی ہاتھ کی ہڈی پر جو فریکچر ہو گیا تھا وہاں پلستر لگا دیا گیا ہے۔ کمر کے پاس چوٹ کی وجہ سے جو درد تھی وہ بھی ابھی دور نہیں ہوئی اس کا ایکسرے ہونے والا ہے۔ سیدہ موصوفہ کی عام صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے بعض وقت دل ڈوبنے لگتا ہے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور شدید کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد صحت بخشے۔ آمین۔

قادیان ۱۷ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدللہ۔

مدراس میں تھیوسوفیکل سوسائٹی اور گریسنٹ ہال میں

احمدی مبلغ کی دو ۲ تقاریر

تھیوسوفیکل سوسائٹی مدراس میں تقریر

تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ہیڈ کوارٹر مدراس میں ہے۔ اور اس کی شاخیں دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں اس سوسائٹی کے ممبر ہر مذہب اور ہر مکتب خیال کے لوگ ہیں۔ اس سوسائٹی کے قیام کی غرض بین الاقوامی اور بین المذاہبی اتحاد ہے۔ اور جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم ان کا اصول۔ چنانچہ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام ایسے اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں مختلف مذاہب کے ذمہ دار دوست اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کی پاکیزہ سیرت و سوانح اور اپنے مذہب کے اصول و عقائد کو بیان کرتے ہیں۔ ایسے اجلاس کے انعقاد اور تقاریر کی غرض بھی یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک دوسرے کے مذہبی اصولوں کو سمجھا جائے اور باہمی تعلقات استوار و خوشگوار ہوں۔ چنانچہ اس سوسائٹی کے بانی "مسز اینی بیسنٹ" نے اپنی مختلف تقاریر و تحریرات میں اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں نہایت ہی عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہوا ہے۔ جس کے بعض حوالہ جات احمدیہ لٹریچر میں بھی پائے جاتے ہیں۔

اس سوسائٹی کی ایک شاخ (جو پرسوداکم میں قائم ہے) کے سیکرٹری مسٹر گنیش نے ہمارے دوست مکرم محمد رفیق صاحب کے ذریعہ یہ خواہش کی۔ کہ میں ان کی سوسائٹی میں ۷ اکتوبر کو "Islam & world Peace" کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کروں۔ چنانچہ اُن کی خواہش کو قبول کرتے ہوئے خاکسار مع چند احباب اُس سوسائٹی میں گیا۔ اور انگریزی میں "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں اختصار کے ساتھ مساوات۔ اخوت عامہ اقتصادی نظام۔ مذہبی رہنماؤں کی عزت و تکریم اور بین الاقوامی تعلقات کے بارہ میں اسلام کی تعلیمات و ہدایات کو بیان کیا۔ اور بتلایا کہ تھیوسوفیکل سوسائٹی جن مقاصد کو لے کر اس زمانہ میں قائم ہوئی۔ وہ اصول تو اسلام نے چودہ سو برس پیشتر پیش کر دیئے تھے۔ نہ صرف بیان کئے بلکہ وہ عمل میں بھی آئے اور ان کے شاندار نتائج ظاہر ہوئے۔ آج بھی اگر دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ تو اسلامی اصولوں کو اپنا کر ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام ہی "امن و صلح" کا پیغام ہے۔

صدر جلسہ نے اس تقریر پر ریویو کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ میں اس تقریر کے دوران میں حیران تھا۔ کہ مقرر کے بیان کردہ اصول ہی تو تھیوسوفیکل سوسائٹی کے اصول ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی تھیوسوفی ہے اور تھیوسوفی اسلام ہے۔

تقریر کے اختتام کے بعد حاضرین جلسہ اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کی لائبریری کے لئے لٹریچر پیش کیا گیا۔

گریسنٹ ہال کے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں تقریر

اسلامی سنٹر کے قریب ہی ایک مسلمانوں کا محلہ ہے۔ اُس میں ایک سوسائٹی "انصاری سن مارکھا سنگم" ہے۔ اکثریت تاملین احباب کی ہے۔ اس ادارہ نے اپنے زیر اہتمام گریسنٹ ہال ٹرپلیکین میں ۱۰ اکتوبر کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کے سیکرٹری صاحب نے مجھ سے خواہش کی۔ کہ میں بھی اس جلسہ سیرت میں تقریر کروں۔ چنانچہ خاکسار مع احباب وہاں گیا۔ اس جلسہ کی صدارت ڈاکٹر ایم۔ اے کریم صاحب سابق میونسپل کونسلر نے فرمائی۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ جو خاکسار نے کی۔ سب سے پہلی تقریر مکرم ایم۔ ایس عبدالمجید صاحب بی۔ اے کی تامل زبان میں ہوئی۔ بعد ازاں خاکسار نے اردو زبان میں تقریر کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ حسنہ کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ اور بتایا کہ ہمارے جلسہ ہائے سیرت تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ ہم اپنی زندگیوں میں نیک تبدیلی پیدا کریں اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ الٰہی پھر کامیابی و کامرانی ہمارے لئے ہی ہے۔

اس اجلاس میں ہمارے ایک نو مبائع دوست مکرم حکیم محمد منان صاحب نے بھی تامل زبان میں تقریر کی۔ جس میں آپ نے "ارکان خمسہ" کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کی حکمت بیان فرمائی۔ یہ امر باعث خوشی ہے۔ کہ اب غیر احمدی احباب بھی اپنے جلسوں میں ہمیں تقریر کی دعوت دینے لگے ہیں۔ اور ہمارے خیالات کو سنتے ہیں۔

۱/۲ ۹ بجے شب یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ خاکسار شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مشن مدراس

جلسہ سالانہ کی آمد۔ آمد

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۰واں جلسہ سالانہ

۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

جماعت احمدیہ قادیان کے جلسہ سالانہ میں خالصتاً روحانی ماحول میں حقائق و معارف سے پُر تقاریر کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جو ایمان و یقین اور معرفت کو ترقی دینے کا موجب ہوتی ہیں۔ اسلئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ خود اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کیلئے لائیں اور جلسہ کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دی آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء

صحیح سیاسی شعور پیدا کرنیکی ضرورت

گذشتہ ایام میں یو۔پی کے فسادات اور ان کے فرو کرنے کے بارہ میں جو خبریں اخبارات میں آتی رہی ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ متاثرہ علاقوں میں اب حالات بہت کچھ سدھر گئے ہیں۔ اور خطرناک کشیدگی کی صورت جاتی رہی ہے۔ دلوں میں "فساد" ہو تو اس کا علم نہیں مگر جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے حالات سکون کی طرف جا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ظاہر کی طرح باطن بھی پُر سکون ہو جائے۔ اور اشتعال کی صورت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے دل صاف ہوں اور باہمی کدورت بالکل ہی جاتی رہے ۔۔۔!!

یہ امر اطمینان بخش ہے کہ یو۔پی سرکار نے بھی فساد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور علاقہ میں امن و امان بحال کرنے میں خاص کوشش سے کام لیا۔ اور ساتھ ہی مرکز نے بھی اس بارہ میں سختی سے اقدام کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم اور وزیر داخلہ پنجاب اس سلسلہ میں ریاستی حکومت سے برابر رابطہ قائم رکھا۔ مرکز نے ریاستی حکومت سے یہ بھی کہا کہ ضابطہ فوجداری کی ترمیم شدہ دفعہ کا پوری شدت سے اطلاق کیا جائے۔ نیز امتناعی نظربندی ایکٹ سے کام لیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

مقام غور ہے کہ یہ صورت حال آخر کیوں پیدا ہوئی۔ ۱۴ سالہ زندگی نے ہمیں کیا دیا ۔۔!! ایک طالبعلم چند روز کی محنت سے بات کی نقل کرنے لگتا ہے۔ مگر فرقہ وارانہ جذبات سے مغلوب ہو جانے والے تو اس ۱۴ سالہ امتحان میں کامیاب نہ رہے ۔۔۔ ہمیں آزادی ملی مگر آزادی کی قدر نہ پہچانی گئی۔ اگر قدر کی ہوتی تو اس کے تقاضے بھی پورے ہوتے۔ ہم نے کاغذ پر تو سیکولر نظام حکومت کو پسند کرنے کا اقرار کیا مگر ۱۴ سال گذر جانے کے باوجود ہمارے ذہنوں اور خیالات میں سیکولر ازم نے جگہ نہ پائی۔ اگر فسادات کی نفسیاتی چھان بین کی جائے۔ تو اس کی تہہ میں اب بھی وہی بیمار ذات پات کی تفریق اور چھوت چھات کے جراثیم دکھائی دیں گے۔ اس کی تمام تر وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں عوام کے سیاسی شعور کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں کی گئی۔ اور اس کے نیک جذبات کو پہنچنے کا کماحقہٗ موقع بہم نہیں پہنچایا گیا۔

ملک کے اتحاد و یکجہتی کو قائم و دائم بنانے کے لئے ملک کے اندر ایسا ماحول تیار کرنے کی اشد ضرورت ہے جس سے عوام ایک دوسرے کو سمجھنے اور قریب آنے کی کوشش کریں باہمی محبت والفت کے تعلقات رہیں اور ایک فرقہ کے دل دوسرے فرقہ کی نسبت جلد سے جلد صاف ہو کر وطن کی خاطر سب کوششیں ایک نقطۂ مرکزی پر جمع ہوں۔ وہ طاقتیں جو باہمی کشیدگی کی صورت میں رائیگاں جاتی ہیں ملک کی تعمیر و ترقی میں کام آئیں۔ ملک میں اتحاد رہا تو وہ مادیت میں ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ بھی کرے گا لیکن اگر ملک کا شیرازہ بکھر گیا تو ان ترقیاتی منصوبوں مختلف پلانوں طرح طرح کے پراجیکٹوں اور بڑی بڑی صنعت گاہوں کا کیا فائدہ؟ انسانیت کی قدر و قیمت ان مادی سامانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کی قدر دلوں میں پیدا کیجئے۔ نوخیز طلباء کی تعلیم کا اس ڈھنگ سے انتظام کیجئے۔ کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر دماغوں میں نفرت و حقارت کے خیالات پیدا ہونے کی جگہ دل میں اُلفت و محبت کے جذبات اُبھریں۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساجھی بنیں۔ مل کر تن کو ہمیت دیں۔ غیریت کی خلیج پاٹی جائے۔ اور ہاتھ کی پانچ انگلیوں کی طرح الگ الگ مذہب اور خیال کے حامی ہونے کے باوجود ملک کی خاطر شیر و شکر ہوں! یہ چیز ناممکن تو نہیں مگر مشکل اور کٹھن ضرور ہے جس کے لئے مسلسل جدوجہد اور وعظ و تلقین کی ازحد ضرورت ہے۔

بھارت مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے اور طبعی طور پر ہر شخص کو اپنے مذہب سے محبت ہوتی ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے اُسے اپنے وطن کے ساتھ محبت ہے۔ لیکن اسی اختلاف کو ہمارے ملکی سیکولر نظام حکومت کے ذریعہ نہایت عمدگی سے سلجھا دیا گیا ہے۔ ہر شخص کو اپنے مذہبی نقطۂ خیال کی اشاعت و تبلیغ کی آزادی دی گئی ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ ہر ہندوستانی خواہ کسی مذہب و مشرب سے ہو بھارتی دوھان کو تسلیم کرتا ہے۔ اُسے وسیع النظری سے جملہ دیگر نقطہ ہائے خیال کے مذہبی ساتھیوں کو بھی برداشت کرنا چاہیئے ۔۔۔ بھارت ایک باغ ہے۔ جس میں مختلف النوع خوشنما پھول دکھائی دیتے ہیں۔ الگ الگ رنگ اور قسما قسم کی خوشبو باغ کی ظاہری و باطنی خوشنمائی میں اضافہ کر کے خوش منظری کو چار چاند لگاتی ہے۔

اس موقعہ پر اس قسم کی بحث لے بیٹھنا کہ مذہب سے وفاداری مقدم ہے یا وطن سے اور پھر اسی کی آڑ میں بزعم خود بعض ہندوستانیوں کی اپنے ملک سے وفاداری ہی کو شک کی نگاہ سے دیکھنے رہنما ہمارے وسیع النظر ہونے کے دیوالیہ پن کی علامت ہے ورنہ جس صورت میں کہ ایک شخص نے اسی سرزمین کو اپنے لئے مستقل اقامت گاہ بنا لیا اور یہیں دھرتی سے اپنی قسمت کو وابستہ قرار دے کر اس کے رائج الوقت قوانین کا اپنے تئیں پابند ظاہر کر دیا تو ملک کے دوھان نے اس کے جان و مال عزت آبرو کی گویا گارنٹی دے دی۔ پس اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ عوام کے سیاسی شعور کو اس رنگ میں بھی بیدار کیا جائے کہ دنیا میں صرف ایک ہی نقطۂ خیال کے آدمی نہیں رہ سکتے۔ ہمیں دوسروں کے خیالات کو سننا اُن کے رہن سہن کو برداشت کرنا ہے۔ کیا عجیب بات نہیں کہ دنیا تو سائنسی ترقی کے نتیجہ میں سمٹ کر ایک سٹیج پر آ رہی ہے۔ اور غیریت کی دیواریں منہدم ہو رہی ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اپنے ہی ہم وطنوں سے نفور ہیں اور اُن کو اُن کے جائز حق سے محروم کرنے کے آرزو مند ہیں۔!!

اکثریتی فرقہ کو اس ملک کی بڑی اقلیت کے متعلق اپنے ذہن کو اس لحاظ سے بھی جلد از جلد صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہمارا ملک اسلامی ملکوں سے گھرا ہوا ہے اور قریباً سبھی ممالک سے ہمارے سیاسی تعلقات خوشگوار ہیں۔ اور فی زمانہ کوئی ایک ملک دنیا کے دیگر ممالک سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ پس یہ بات عجیب و غریب ہوگی۔ کہ اردگرد کے اسلامی ممالک سے ہمارے ملک کے گہرے روابط ہوں مگر انہیں لوگوں کے ہم مذہبوں کو جو اسی ملک کے باشندے ہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور انہیں اپنے سے دور رکھنے کی کوشش میں لگے رہیں!!

ملک کے اتحاد کو مضبوط بنانے کے لئے دیگر وسائل کے علاوہ درسگاہوں میں رائج کتب نصاب کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ نوخیز بچوں کے ذہنوں کو سیکولر ازم ہی کی بنیادوں پر ڈھالا جا سکے۔ اور یہ امر باعث اطمینان سمجھا جانا چاہیئے کہ پچھلے دنوں جو اونچی سطح پر قومی یکجہتی کے لئے کمیٹی نے دیگر قابل غور امور میں اس کو بھی شامل کر لیا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ گذشتہ سالوں سے نصاب کی کتابوں میں بڑی ہوشیاری سے ایک فرقہ کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے متعلقہ کتب کا مطالعہ اس کا واضح ثبوت پیش کرتا ہے۔ اس صورت میں درسگاہیں درسگاہیں نہ رہیں وہ تو مقتل گاہیں کہلانے کی مستحق ہیں۔ چنانچہ حالیہ فسادات کے سلسلہ میں جو ذمہ دار افراد نے مختلف مواقع پر بیانات دیئے تو انہیں میں شری چرن سنگھ وزیر داخلہ یو۔پی کا اخبارات میں شائع شدہ بیان اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ معاصر پرتاپ کی خبر کے مطابق:

> شری چرن سنگھ نے مزید کہا کہ میرٹھ میں جو قتل ہوئے وہ اکا دکے چھرے گھونپنے کے واقعات سے ہوئے۔ اس مرتبہ سوسائیٹی کے ایسے طبقہ کے نوجوانوں نے چھرے گھونپے جن کے ممبران خون کو دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان نوجوانوں کو قتل کرنے کی ٹریننگ ملی ہوئی ہے؟
>
> (پرتاپ جالندھر ۱۷/۱۰/۶۱)

پس یہ صورت حال ہر محب وطن کے لئے بڑی ہی تشویشناک ہے۔ ملک کے ذمہ دار افراد کو اس کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے۔ درحقیقت کسی قوم کی نئی پود ہی اُس کا بہترین سرمایہ ہوتی ہے اس لئے دیکھیں کہ یہ قیمتی سرمایہ ضائع نہ ہونے پائے۔ ورنہ آپ کے بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے کسی کام نہ آئیں گے۔ جب اس ملک کے بسنے والوں کا باہمی اتحاد ختم ہو گیا اور اُنہوں نے محض مذہبی اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کر دیئے۔

الغرض ملک کے عوام کے سیاسی شعور کو اس طرح پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ اہل وطن ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ اور سب کی متحدہ کوششوں سے ملک کی تعمیر و ترقی کی رفتار میں تیزی پیدا ہو!!

خیر یہ سب باتیں تو ملک کے ذمہ دار افراد کی توجہ سے متعلق ہیں۔ مگر جہاں تک ہماری اپنی جماعت کا تعلق ہے۔ وہ بنیادی طور پر ابتداء ہی سے ایسے اصولوں پر کاربند ہے اور ہمیشہ ہی اس کا پرچار بھی کرتی رہتی ہے اب حالات کا تقاضا ہے۔ کہ احباب جماعت خصوصیت سے امن پسندی کی جماعتی تعلیم کا اپنے حلقۂ اثر میں پرچار کریں اور ساتھ دعاؤں میں بھی لگے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ہر قسم کے شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارے ہموطنوں کو صحیح اور معقول بات کے سمجھنے اور اُس پر عمل درآمد کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اشاعتِ اسلام کیلئے ہماری کوششیں اسی وقت بار آور ہو سکتی ہیں جب ہم خود اسلامی احکام پر عمل کرنیوالے ہوں

اپنے اندر ایک دیوانگی پیدا کرو۔ اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں رات دن منہمک ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خدام الاحمدیہ سے ایک ایمان افروز خطاب

فرمودہ ۷ ر اگست ۱۹۴۸ء بمقام کوئٹہ

سیدنا حضرت المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ۱۹۴۸ء میں اپنی پہلی مرتبہ کوئٹہ تشریف لے گئے تو ۷ ر اگست ۱۹۴۸ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ نے حضور کے اعزاز میں ایک پارٹی دی جس میں تلاوت و نظم کے بعد حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اور درخواست کی گئی کہ حضور از راہِ کرم خدام الاحمدیہ کو اپنی قیمتی ہدایات سے مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے اس موقعہ پر ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جو حال ہی میں الفضل میں شائع ہوئی ہے اور افادۂ احباب کے لئے ذیل میں نقل کی جاتی ہے (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

اچھا کام تعریف کے قابل

ہوتا ہے۔ اور برا کام مذمت کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی استاد اپنے شاگردوں کا دل بڑھانے کے لئے ان کے تھوڑے اور نامکمل کام کو بھی قابلِ تعریف ظاہر کرتا ہے۔ اور کبھی وہ ان کے اندر نیا عزم پیدا کرنے کے لئے ان کے اچھے کاموں کو بھی قابلِ اعتراض اور قابلِ تنقید قرار دے دیتا ہے جس کی وجہ سے شاگرد اپنے کاموں کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ عرفی یا انوری ان دونوں میں سے کسی ایک کے متعلق مجھے

ایک واقعہ یاد ہے

وہ ذکر کرتا ہے کہ میں شعر کہا کرتا تھا۔ اور اصلاح کے لئے استاد کے پاس لے جایا کرتا تھا مگر وہ بڑی سختی کے ساتھ ان پر تنقید کیا کرتا تھا۔ اتنی سخت تنقید کہ وہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے متعلق احساس پیدا ہو گیا تھا کہ میں بڑا اچھا ادیب بن گیا ہوں۔ لیکن میں نے متواتر دیکھا کہ میرا استاد برابر جرح کرتا چلا جاتا تھا۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ جرح نامناسب ہے اور تعصب پر مبنی ہے۔ ایک دفعہ شرارت کر کے پرانی کاپیوں سے کچھ کاغذ اکھیڑے اور ان کی جلد بنائی۔ اور خط بدل کر کسی سے چند نظمیں ان پر نقل کرائیں۔ اور اپنے استاد کے پاس لے گیا میں نے کہا مجھے اپنے والد صاحب کی لائبریری میں سے پرانے شاعروں کے کلام کا ایک اجزاء ملے ہیں۔ انہوں نے وہ نظمیں پڑھنی شروع ہی کی تھیں کہ اچھل پڑے اور بے تحاشا تعریف کرنی شروع کر دی کہ یہ بڑا اعلیٰ درجہ کا کلام ہے۔ اس نے بہت ہی عمدہ کہا ہے۔ وہ کہتا ہے جب میں نے یہ تعریفیں سنیں تو کہا کہ استاد جی بس رہنے دیجئے میں نے دیکھ لیا ہے کہ آپ بلاوجہ مجھ پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ یہ

میرے ہی شعر تھے

جو میں پرانے کاغذوں پر لکھ کر لے آیا ہوں اور میں نے یونہی آزمانے کے لئے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ پرانی نظمیں ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ جب میں نے یہ بات کہی تو میرے استاد کا چہرہ افسردہ ہو گیا۔ اور اس نے کہا میں تو سمجھتا تھا کہ میں اپنے پیچھے ایک ایسا شاگرد چھوڑ جاؤں گا جس کا فارسی زبان میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ مگر آج جو تم نے یہ جرأت کی ہے۔ تو اس کی وجہ سے اب تمہاری تمام ترقی ختم ہو گئی ہے۔ میں دشمنی کی وجہ سے تم پر تنقید نہیں کیا کرتا تھا بلکہ اس لئے تنقید کرتا تھا کہ تا تم زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔ اور تمہارے مخفی جوہر زیادہ سے زیادہ کوشش کرو اور تمہارے مخفی جوہر زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوں اگر میں کہہ دیتا کہ تم اچھے شاعر بن گئے ہو۔ تو تم مزید محنت نہ کرتے۔ یہ جرح ہی کا نتیجہ ہے کہ تم نے خوب زور لگایا۔ اور محنت سے کام لیا۔ اور اب صاحبِ کمال بن گئے ہو۔ لیکن اب تمہاری ترقی ختم ہو گئی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے پھر اس سے زیادہ ترقی نہیں کی۔ پس تنقید کئی وجوہ سے ہوتی ہے۔ کبھی کام کرنے والے کی تعریف کی جاتی ہے کہ کم حوصلہ انسان سست نہ ہو جائے اور ہمت نہ ہار بیٹھے اور کبھی سخت تنقید کی جاتی ہے۔ تا باحوصلہ آدمی زیادہ سے زیادہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر اپنے مخفی جوہر کو باہر نکالنے کی کوشش کرے یہ کام بہت ہی مشکل ہے۔

فطرت کا سمجھنا بہت مشکل

ہوتا ہے۔ جیسے اس استاد نے غلطی کی۔ اور اتنی سخت تنقید کی۔ کہ جس سے شاگرد مایوس ہو گیا۔ اور آخر اس نے دھوکا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ آئندہ ترقی حاصل نہ کر سکا پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان غلط اندازہ لگاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ فلاں آدمی بہت بلند حوصلہ ہے۔ اس پر جتنی بھی تنقید کی جائے گی۔ اتنی ہی وہ محنت کرے گا۔ اور اس کے مخفی جوہر ظاہر ہوں گے۔ لیکن اس کا نتیجہ اُلٹ نکلتا ہے۔ وہ کم حوصلہ اور کم ہمت ہوتا ہے۔ اور اس تنقید کی وجہ سے وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ اور آئندہ ترقیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے۔ یہ کم حوصلہ اور کم ہمت ہے۔ اس کی ہمت و حوصلہ بڑھانے کے لئے وہ اس کی تعریف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ کم حوصلہ نہیں ہوتا۔ اگر وہ اس پر تنقید کرتا تو اس کے مخفی جوہر ظاہر ہوتے لیکن استاد نے اس کا اندازہ غلط لگایا۔ اور کم حوصلہ سمجھ کر تعریف کر دی۔ اس تعریف کی وجہ سے وہ محنت اور مزید جدوجہد نہیں کرتا۔ اس لئے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا اور ان اعلیٰ ترقیات سے محروم ہو جاتا ہے۔ جن کا حصول اس کے لئے ممکن تھا۔ مگر ان خطرات کے درمیان بہرحال

ایک تیسرا رستہ بھی ہے

اور وہ یہ کہ انسان اچھے کام کی تعریف کرے اور برے کی مذمت کرے۔ بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ تھوڑی سی کوشش سے درست ہو جاتی ہیں۔ اور اگر انہیں نظر انداز کیا جائے تو نوجوانی ترقی رک جاتی ہے۔ کوئٹہ میں میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ اگرچہ یہاں کے خدام میں سے بعض نے قادیان میں تعلیم پائی ہے۔ اور بعض کے ماں باپ بھی وہاں رہتے تھے مگر پھر بھی ان کے کاموں پر مجھے تنقید کا اس طرح موقعہ نہیں ملا جیسے آج ملا ہے۔

میں جب سے یہاں آیا ہوں میں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں کے خدام علمی حصے کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ مثلاً جس خادم نے تلاوت کی ہے۔ اس نے اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا کہ

قرآن مجید صحیح طور پر پڑھا جائے

اگر وہ تھوڑی سی اس امر کی کوشش کرتے تو بڑی آسانی کے ساتھ صحیح طور پر تلاوت کر سکتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے بالعموم الف کو فتح کے ساتھ ادا کیا ہے۔ ان کی تلاوت میں ۵۰ یا ۶۰ فی صدی الف تھے۔ جو انہوں نے فتح کے ساتھ ادا کئے ہیں۔ حالانکہ الف اور فتح الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ اسی طرح انہوں نے مدات کو بالعموم گرا دیا ہے۔ یعنی جہاں دو الف تھے وہاں انہوں نے ایک ہی الف پڑھا ہے۔ اسی طرح اور باتیں بھی تھیں جن کی وجہ سے تلاوت ناقص ہو گئی ہے۔

میں اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی شخص اس بات میں لگا رہے کہ قاری کی طرح وہ قرأت کر سکے۔ لیکن جو کام آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے اسے کیوں چھوڑا جائے۔ یہ کوشش کرنا کہ ہم اسے قاری کی طرح ہی ادا کریں درست نہیں۔ کیونکہ اس کی طاقت ہمیں خدا نے نہیں بخشی۔ میری مرحومہ بیوی ام طاہر بیان کیا کرتی تھیں کہ ان کے والد صاحب کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے اپنے لڑکوں کو قرآن پڑھانے کے لئے استاد رکھے ہوئے تھے۔ اور لڑکی کو بھی قرآن پڑھنے کے لئے اس کے سپرد کیا ہوا تھا۔ ام طاہر بتایا کرتی تھیں کہ وہ استاد بہت مارا کرتے تھے اور ہماری انگلیوں میں سلائیں ڈال ڈال کر ان کو دباتے تھے۔ مارتے تھے۔ پیٹتے تھے۔ اس لئے کہ ہم ٹھیک طور پر تلفظ کیوں ادا نہیں کرتے۔ ہم پنجابی لڑکوں کا لہجہ ہی ایسا ہے کہ ہم عربوں کی طرح عربی کے الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ لاہور میں ایک میاں چراغ ہوا کرتے تھے۔ وہ بعد میں چکڑالوی ہو گئے ان کے پاس ایک عرب آیا اور وہ اس کو لے کر قادیان پہنچے ان دنوں

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید

جو علاقہ خوست کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ یہاں تک کہ امیر امان اللہ خاں کے دادا حبیب اللہ خاں کی رسم تاجپوشی بھی انہی سے ادا کروائی گئی تھی وہ بھی قادیان آئے ہوئے تھے۔

وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو تین دفعہ حق کا استعمال کیا۔ آپ کا لہجہ اگرچہ درست تھا۔ لیکن لکھنؤ کے آدمی جیسے اسے ادا کرتے ہیں آپ ویسے ادا نہیں کر سکتے تھے۔ دو چار دفعہ آپ نے یہ لفظ استعمال کیا تو وہ عرب جو کئی سال سے لکھنؤ میں رہتا تھا اور اردو بولتا تھا اس نے کہا آپ کو کس نے مسیح موعود بنایا ہے۔ آپ کو تو حق صحیح طور پر ادا کرنا نہیں آتا صاحبزادہ صاحب بڑے عالم تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ اس کی کیا حقیقت ہے وہ غصہ میں آگئے۔ اور اسے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے بیچ بچاؤ کیا۔ آپ نے اسے چھڑانے کی کوشش کی۔ آپ چونکہ پٹھان تھے اور طاقتور تھے اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ اکیلے انہیں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ آپ اسے مار بیٹھیں گے اب دیکھو اس عرب نے یہ کیسی لغو حرکت کی

ہر ملک کا الگ الگ لہجہ ہوتا ہے

عرب خود کہتے ہیں کہ ہم ناطقین بالضاد ہیں ہندوستانی اسے ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان میں ضاد کو قریب ترین ادا کرنے والوں میں سے ایک میں ہوں۔ لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ میں اسے بالکل صحیح ادا کرتا ہوں۔ قریب قریب ہی ادا کرتا ہوں ہندوستانی لوگ اسے دواد یا ضاد پڑھتے ہیں۔ لیکن اس کے مخارج اور ہیں۔ پس جب خود عرب کہتا ہے کہ ہم ناطقین بالضاد ہیں۔ اور کوئی اسے صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا تو پھر اعتراض کی بات ہی کیا ہوئی۔ جرمن لوگوں کو سکھلیں تو وہ گدھا اور گاؤ کے لفظوں کو ادا نہیں کر سکتے۔ وہ یا گدّ کہیں گے یا گوٹا کہیں گے۔ پس میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہم ان الفاظ کو ادا کرنے کا اہتمام کریں جن کے ادا کرنے کے ہم قابل نہیں۔ یہ تو محض وقت کا ضیاع ہے۔ لیکن الف ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر نہیں مد کو ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر نہیں۔

اگر صحیح طور پر کوشش کی جائے

تو قرآن کریم اپنے لہجہ کے لحاظ سے اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ گلا اچھا ہو۔ پھر تلاوت کے بعد جو نظم پڑھی گئی ہے وہ بھی اس دستور کے مطابق کہ عموماً پہلے چند اشعار ٹھیک پڑھے جاتے ہیں اور پھر غلطیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بھی ... اشعار تو ٹھیک پڑھے اور اس کے بعد غلطیاں شروع کر دیں۔ جب جلسہ میں کوئی شخص تلاوت کرتا ہے یا نظم کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس چھوٹی سی عبارت کا مجلس میں پڑھ لینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ وہ اگر

وہ خود اسے صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو کسی واقف زبان سے درست کروا لینا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ ایسی صورت میں سننے والے بجائے فائدہ اٹھانے کے لفظی غلطیوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور اس طرح فائدہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ خدام صحیح طور پر قرآن کریم پڑھنا سیکھیں اور اردو کی عبارتوں کو بھی صحیح ادا کرنے کی کوشش کیا کریں

ایڈریس میں جن کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے میں ان سے خوش ہوں کہ انہوں نے ان کاموں کے کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں

ان کی توجہ اس طرف پھرانا چاہتا ہوں

کہ جس کام کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں وہ اتنا عظیم الشان ہے کہ اس کے لئے یہ کوششیں کافی نہیں ہو سکتیں۔ مخالف ہمارے مقصد کو نہیں سمجھتا تو وہ معذور ہے۔ اگر وہ ضد یا ناواقفیت کی وجہ سے ہماری مخالفت کرتا ہے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ وہ تو اس پر غور کرنا ہی نہیں چاہتا یا اگر غور کرتا ہے تو تعصب کی وجہ سے وہ صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر ہم بھی اپنے مقصد کو نہ سمجھیں اور ہمارا بھی رویہ ایسا ہی ہو کہ ہم اپنے مقصد کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں۔ تو ہم پر یقیناً افسوس ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا دعویٰ سچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نازک حالت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے ذریعہ وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو

پھر سے دنیا میں قائم کر دے۔ یہ مقصد ہے جس کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے اور جس کی خدا تعالیٰ ہم سے امید کرتا ہے اور یہ معمولی چیز نہیں۔ ایک انسان کیلئے ایک انسان کی اصلاح بھی ناممکن ہے مگر ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ اسلام کے ماننے والوں میں سے کتنے ہیں جو خوشی سے ان احکام کو مانتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر ہو سکتے ہیں کہ تمام اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان میں سے کتنے ہیں جو واقعہ میں عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور پھر جو عمل کرنیکی کوشش بھی کرتے ہیں ان میں سے کتنے ہیں جو ان پر عمل کر کے صحیح طور پر کامیاب ہوتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ وہ اسلام کے معنے ہی نہیں سمجھتے۔ ہر آدمی ایسی چیزوں اور عقائد کو جو رسم و رواج میں داخل ہیں الگ کر دیتا ہے اور کہتا ہے ان کو الگ کر دو باقی جو کچھ ہے وہ اسلام ہے۔ کچھ عورتیں پردہ کی قائل نہیں ہیں وہ اس کو الگ کر دیتی ہیں

اور کہتی ہیں بھلا اللہ تعالیٰ کو چھوٹے چھوٹے امور میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ پردہ کو الگ کر دو۔ باقی جو کچھ ہے وہ اسلام ہے۔ ہمارے نوجوان جن کے لئے داڑھی رکھنا مشکل ہے وہ کہہ دیتے ہیں یہ تو کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ باقی جو کچھ ہے وہ اسلام ہے۔ سود لینے والا کہہ دیتا ہے کہ بنکنگ تو نہایت ضروری چیز ہے۔ اس لئے سود کو چھوڑ دو۔ باقی جو کچھ ہے اسلام ہے۔ غرض جس حکم کو وہ نہیں مانتا اس کے نزدیک وہ اسلام نہیں۔ باقی امور اسلام میں داخل ہیں۔ تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ سود بھی اسلام میں داخل نہیں۔ پردہ بھی اسلام میں داخل نہیں۔ داڑھیاں رکھنا بھی اسلام میں داخل نہیں۔ تو پھر کچھ بھی اسلام میں داخل نہیں۔

مثل مشہور ہے

کہ کوئی بزدل آدمی تھا اسے وہم ہو گیا تھا کہ وہ بہت بہادر ہے۔ وہ گودنے والے کے پاس گیا۔ پرانے زمانہ میں یہ رواج تھا کہ پہلوان اور بہادر لوگ اپنے بازو پر اپنے کیریکٹر اور اخلاق کے مطابق نشان گدوا لیتے تھے۔ یہ بھی گودنے والے کے پاس گیا۔ گودنے والے نے پوچھا تم کیا گدوانا چاہتے ہو۔ اس نے کہا میں شیر گدوانا چاہتا ہوں۔ جب وہ شیر گدوانے لگا۔ تو اس نے سوئی چبھوئی۔ سوئی چبھونے سے درد تو ہونا ہی تھا وہ دلیر تو تھا نہیں۔ اس نے کہا یہ کیا کرنے لگے ہو۔ گودنے والے نے کہا شیر گودنے لگا ہوں۔ اس نے پوچھا شیر کا کونسا حصہ گودنے لگے ہو۔ گودنے والے نے کہا دم۔ اس نے کہا شیر کی دم اگر کٹ جائے تو کیا وہ شیر نہیں رہتا۔ گودنے والے نے کہا۔ شیر تو رہتا ہے کہنے لگا۔ اچھا دم چھوڑ دو۔ اور دوسرا کام کرو۔ اس نے پھر سوئی ماری تو بولا اف اب کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا۔ اب دایاں بازو گودنے لگا ہوں۔ اس آدمی نے کہا اگر شیر کا لڑائی یا مقابلہ کرتے ہوئے دایاں ہاتھ کٹ جائے۔ تو کیا وہ شیر نہیں رہتا اس نے کہا شیر تو رہتا ہے۔ کہنے لگا پھر اس کو چھوڑو اور آگے چلو۔ اسی طرح وہ بایاں بازو گودنے لگا تو کہا اسے بھی رہنے دو کیا اس کے بغیر شیر نہیں رہتا۔ پھر ٹانگ گودنی چاہی تب بھی اس نے یہی کہا۔ آخر وہ بیٹھ گیا۔ اس آدمی نے پوچھا کام کیوں نہیں کرتے۔ گودنے والے نے کہا اب کچھ نہیں رہ گیا۔ یہی آجکل اسلام کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ لوگ اپنی مطلب کی چیزیں الگ کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ باقی جو کچھ ہے وہ اسلام ہے۔

ہمارے نانا جان فرمایا کرتے تھے کہ چھوٹی عمر میں میری طبیعت بہت چلبلی تھی

آپ میر درد کے نواسے تھے۔ اور دہلی کے رہنے والے تھے۔ وہاں آم بھی ہوتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے جب والدہ والد صاحب اور بہن بھائی صبح کے وقت آم چوسنے لگتے تو میں جو آم میٹھا ہوتا اس کو کھٹا کھٹا کہہ کر الگ رکھ لیتا اور باقی ان کے ساتھ مل کر کھاتا۔ جب آم ختم ہو جاتے تو میں کہتا میرا تو پیٹ نہیں بھرا۔ اچھا میں یہ کھٹے آم ہی کھا لیتا ہوں۔ اور سارے آم کھا جاتا۔ ایک دن میرے بڑے بھائی جو بعد میں میر درد کے گدی نشین ہوئے انہوں نے کہا میرا بھی پیٹ نہیں بھرا میں بھی یہ کھٹے آم چوس لیتا ہوں۔ فرماتے تھے میں نے بہتیرا زور لگایا مگر وہ باز نہ آئے آخر انہوں نے آم چوسے اور کہا یہ آم تو بڑے میٹھے ہیں تم یونہی کہتے تھے کہ کھٹے ہیں جس طرح وہ آم چوستے وقت میٹھے آم الگ کر لیتے تھے اور باقی دوسروں کے ساتھ مل کر چوس لیتے تھے اور بعد میں کھٹے کھٹے کہہ کر وہ بھی چوس لیتے تھے یہی حال آج کل کے مسلمانوں کا ہے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کو نافذ کیا جائے ان کا اگر یہ حال ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اسلام کو جانتے ہی نہیں۔ وہ تو پھر ہڈیاں اور بوٹی کچھ بھی نہیں چھوڑیں گے۔

یہی وجہ ہے

کہ عیسائیوں نے یہ لکھ لکھ کر کتابیں سیاہ کر ڈالی ہیں کہ اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا مصیبت ہے کہ انسان پورا ایک مہینہ روزے رکھتا جائے۔ اگر معدہ خراب ہو جائے۔ تب تو ہوا کہ ایک آدھ دن کا روزہ رکھ لیا مگر متواتر ایک مہینہ روزہ رکھتے جانا کونسی عقل کی بات ہے۔ پھر یہ کام کا زمانہ ہے رات اور دن کام کرنا ہوتا ہے۔ اور دن میں کئی مصروفیتیں ہوتی ہیں۔ اور روزانہ پانچ پانچ نمازوں کا پڑھنا اور پھر امام کے انتظار میں بیٹھے رہنا کونسی عقل کی بات ہے۔ بھلا اس طرح انڈسٹری کیسے چل سکتی ہے۔ یہ زمانہ تجارت کا ہے۔ بنکنگ کے علاوہ دوسرے ملکوں سے ہم ضروری اشیاء کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ تم کہتے ہو بنکنگ اڑا دو۔ اس طرح تو ملک تباہ ہو جائے گا۔ پھر تجارت کیسے کی جائے گی۔ اسی طرح تم کہتے ہو انشورنس کو اڑا دو۔ انسان جتنا کماتا ہے کھا جاتا ہے۔ اگر اس کو اڑا دیا جائے۔ تو مرنے والا تو مر گیا یتیم بچوں کے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ اور اس طرح

قوم پر ایک غیر معمولی بار

پڑ جائے گا پھر عورتوں کی مدد کے بغیر مرد کام نہیں کر سکتا۔ عورتیں مرد کے دوش بدوش چلتی ہیں۔ اور مرد ان کی عزت کا خیال کر کے ان کے آرام کے طور پر بڑی سے بڑی قربانی کر لیتا ہے۔ اگر عورتوں کو پردہ میں بٹھا دیا جائے تو پھر دنیا کا کام کیسے چلے گا۔ یہ مسلمانی کا زمانہ

ہے۔ صحت ٹھیک ہونی چاہیئے تم کہتے ہو

ڈاڑھیاں رکھو

اس سے تو جوئیں پڑ جائیں گی اور میل بڑھ جائے گی یہ بھی کوئی انسانیت ہے۔ جرمن والے تو ٹنڈ ہی کروا لیتے ہیں خوش قسمتی سے ہم پر انگریز حاکم تھے جس کے نتیجہ میں سروں کے بال محفوظ رہ گئے بلکہ بودے نکل آئے۔ اگر جرمن حاکم ہوتے۔ تو سر کے بال بھی اڑا دیتے غرض تمام اسلامی احکام جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اُن پر وہ اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ہے وہ کہتے ہیں۔

یہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے

مرد کو اگر زیادہ شادیاں کرنے کا حق ہے تو عورت کو کیوں نہیں۔ اسی طرح پہلے تو طلاق بھی بُری سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آج کل اُسے بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ٹائمز آف لنڈن میں ایک دفعہ میں نے ایک واقعہ پڑھا کہ امریکہ میں ایک عورت تھی۔ جب وہ فوت ہوئی۔ تو وہ ۱۷ خاوند کر چکی تھی۔ جن میں سے بارہ خاوند اس کے جنازے پر موجود تھے پھر طلاق کی وجوہات وہاں بہت معمولی ہوتی ہیں۔ ایک عورت نے لکھا کہ میں نے اپنے خاوند سے اس لئے طلاق لی کہ میں نے ایک ناول لکھا۔ اور خاوند سے کہا کہ اس کو شائع کرنے کی اجازت دو۔ اس نے کہا میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں نے جج سے کہا میں ادبی عورت ہوں۔ اور میرے کام میں میرا خاوند روک بنتا ہے۔ اس لئے میں طلاق لینا چاہتی ہوں۔ جج نے کہا ٹھیک ہے اس طرح تو ملک کا ادب خراب ہو جائے گا۔ غرض ساری باتیں ایسی ہی مضحکہ خیز ہیں۔ مگر ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ طلاق پر بڑا اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور طلاق کے بعد شادی کو محض خیال کیا جاتا تھا۔ مگر اب وہی مسئلہ ہے جس پر

دوسری قومیں بھی عمل کر رہی ہیں

بلکہ اس میں حد سے گذر گئی ہیں۔ پھر قریب کی شادیاں ہیں۔ عیسائی اور ہندو بھی اس پر اعتراض کرتے تھے۔ مگر اب سوچ رہے ہیں کہ اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اسلام میں کوئی ایک حکم نہیں۔ غرض اب غیر قوموں نے بھی اسلامی احکام کی فضیلت کو تسلیم کر دی ہے۔ لیکن اسلام میں کوئی ایک حکم نہیں بلکہ ہزاروں احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بھلا وہ لوگ جو ہر وقت سوٹ پہننے کے دلدادہ ہیں وہ آجکل بھی ایسے کرتے ہیں۔ وہاں تو ان کپڑے پہننے پڑتے ہیں۔ ان کو یہ لوگ کیسے برداشت کرتے ہیں۔ یہ تو کہیں گے کہ نعوذ باللہ یہ کیا بدتمیزی

کی بات ہے۔ غرض یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ ان کو مسلمانوں میں بھی رائج کرنا مشکل ہے بجائے اس کے کہ ان کو یورپین ممالک میں رائج کیا جائے وہ تو چھوٹی سے چھوٹی باتوں پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ ہمارے مبلغ جب امریکہ میں گئے تو وہ وہاں دیسی لباس پہنا کرتے تھے ایک دن دو عورتیں آئیں۔ اور انہوں نے کہا ہم اسلام کے متعلق باتیں سننے آئی ہیں۔ ہمارے مبلغ سلوار پہنے باہر آ گئے۔ وہ کمرے میں داخل ہی ہوئے تھے۔ کہ وہ عورتیں شور مچا کر بھاگیں۔ کہ ہمارے سامنے یہ شخص ننگا آ گیا ہے۔

ہماری ہتک ہے

مبلغ نے کہا میں کیسے ننگا ہوں۔ میں نے تو شلوار پہنی ہوئی ہے۔ لیکن ان کے نزدیک یہ نائٹ ڈریس تھا۔ اور رات کو ہی پہنا جاتا تھا۔ اور اُن کے نزدیک نائٹ ڈریس میں آدمی ننگا ہوتا ہے۔ غرض بہت شور ہوا۔ محلہ والے انہیں مارنے کو دوڑے۔ اتنے میں کوئی پادری آ گئے۔ اور انہوں نے کہا یہ تو ان کے ملک کا لباس ہے۔ ان کے نزدیک ایسے شخص کو ننگا نہیں کہتے۔ میں جب انگلینڈ گیا تو میں نے چند گرم پاجامے سلوائے تھے۔ مگر وہاں جا کر میں نے فیصلہ کیا کہ میں سلوار ہی پہنوں گا۔ میں ان کا لباس کیوں پہنوں۔ ہمارے جو وہاں مبلغ تھے وہ بار بار کہتے تھے کہ لوگ ہمارے متعلق کیا کہتے ہوں گے۔ مگر میں نے کہا۔ جب ہمارے ملک میں انگریز جاتا ہے۔ تو کیا وہ سلوار پہنتا ہے۔ اگر وہ سلوار نہیں پہنتا تو میں پتلون کیوں پہنوں۔ وہ کہتے کہ عورتیں تو شرماتی ہیں تو وہ شرماتی ہیں۔ کیونکہ اس لباس میں وہ آدمی کو ننگا سمجھتی ہیں۔ میں نے کہا میں تو کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور مجھے کپڑے مضبوط تر ہیں ٹھہرا دیں۔ مجھے کپڑے نظر آ رہے ہیں۔ ایک دن سر ڈینی سن راس آئے ہوئے لنڈن میں

ایک کالج کے پرنسپل تھے

ان کے ساتھ دو اور بھی پروفیسر تھے۔ میں نے کہا سر ڈینی سن راس! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ بے تکلفی سے بتائیں۔ انہوں نے کہا پوچھئے۔ میں نے کہا جو لباس میں پہنے ہوا ہوں۔ کیا آپ اور آپ کے دوست اسے بُرا تو نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا سچ پوچھو تو ہم بُرا مناتے ہیں۔ میں نے کہا آپ جب ہندوستان کے گئے تو کیا آپ نے سلوار پہنی تھی۔ اور اگر نہیں پہنی تھی تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ انگریز خود تو دوسروں کا لباس نہیں پہنتے۔ مگر یہ حق رکھتے ہیں کہ دوسروں کو اپنا لباس پہنائیں

پر مجبور کریں۔ کہنے لگے یہ بات ان لاجیکل تو ہے۔ لیکن بُرا ضرور مناتے ہیں۔ پھر میں نے کہا میں ایک اور سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ بُرا تو مناتے ہیں۔ مگر آپ کس کے کیریکٹر کو مضبوط سمجھتے ہیں۔ آیا اس کے کیریکٹر کو جو آپ کی رو میں بہہ جائے۔ یا جو اپنے طریق پر قائم رہے۔ کیونکہ جو اپنے طریق پر قائم رہے وہی بہادر ہے۔ کہنے لگے جو اپنے طریق پر قائم رہے وہی بہادر ہے۔ میں نے کہا۔ بس مجھے اس تعریف کی ضرورت ہے۔ دوسرے کسی بات کی میں پرواہ نہیں کرتا۔ غرض ہم اسلام کی باتوں کو دوسروں سے نہیں منوا سکتے۔ جب تک ہم اُن پر عمل کرنے میں رات دن ایک نہ کر دیں۔ اور دعائیں کر کر کے ہمارے ناک نہ رگڑے جائیں۔ اور اپنی کوششوں کو بڑھا نہ دیں۔ جب تک ہم دوسروں کی باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اپنے اندر ایک قسم کی دیوانگی پیدا نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک

ہم کوئی عظیم الشان تغیر پیدا نہیں کر سکتے

آج تک کوئی بھی بڑا کام نہیں ہوا۔ جس کے کرنے والے کو لوگوں نے پاگل نہ کہا ہو جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوٰے کیا۔ اور ایک بڑے مقصد کو لے کر دنیا کے سامنے کھڑے ہو گئے تو کیا کوئی یہ خیال بھی کر سکتا تھا کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دُنیا کے سب لوگ کہتے تھے۔ کہ یہ کام نہیں ہو سکتا یہ تو عقل کے خلاف ہے بھلا اتنا بڑا تغیر دنیا میں کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک آپ نے قوم کی تمام رسوم کو چھوڑ کر ایک نیا طریق اختیار کر لیا تھا۔ اُن کے اندر یہ احساس تھا کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ آپ کو پاگل کہتے تھے۔ لیکن آپ صرف منہ سے ہی نہیں کہتے تھے بلکہ جو کہتے تھے اس کے لئے پوری جدوجہد بھی کرتے تھے۔ جب اُن کے کہنے کے بعد بھی آپ رات اور دن جدوجہد میں لگے رہے تو وہ کہتے یہ شخص پکا پاگل ہے۔ مگر آپ برابر اس کے لئے اپنی زندگی کو لگاتے چلے گئے کیونکہ آپ کو یہ یقین تھا کہ یہ کام آپ کر کے چھوڑیں گے اور اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

توحید کے مسئلہ کو لے لو

جس کو آجکل تم بڑے فخر کے ساتھ دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہو اور تمہاری گردنیں ان کے سامنے بلند رہتی ہیں۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ فطرتی مسئلہ ہے۔ حالانکہ اسی مسئلہ کو بھی وہ مجنونانہ خیال سمجھتے تھے۔ قرآن میں آتا ہے کہ اجعل الالٰھۃ الٰھًا واحدًا۔ وہ لوگ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کہ ایک خدا ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک تو کئی خدا تھے اُن کا یہ خیال تھا کہ آپ نے سارے خداؤں کو کوٹ کر ایک خدا بنا لیا ہے۔ ان کے ذہنوں میں ایک خدا کا مسئلہ آتا ہی نہیں تھا بھیرہ کے ایک طبیب تھے۔ جن کا نام الٰہ دین تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی کتب کو پڑھا ہوا تھا۔ وہ آپ کے بہت معتقد تھے لیکن احمدی نہیں ہوئے تھے۔ ان کے پاس ان کا ایک مریض احمدی مل گیا۔ اور اس نے تبلیغ شروع کر دی۔ آپ کے دعوے کا انہیں علم تھا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتے تھے اور

حضرت خلیفہ اولؓ

جو کے علم و فضل کا ہر ایک اقرار کرتا ہے وہ ان کے متعلق کہا کرتے تھے۔ کہ نورالدین کیا جانتا ہے۔ وہ تو صرف ابتدائی باتیں جانتا ہے۔ جب اس دوست نے انہیں تبلیغ کی۔ تو کہنے لگے میاں جانے بھی دو۔ کیا مرزا صاحب کی کتابوں کو تم مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔ میں آپ کی کتابوں کو جتنا سمجھتا ہوں۔ تم نہیں سمجھتے۔ میں نے آپ کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ آپ بڑے عالم ہیں۔ کیا وہ اتنی بڑی بے وقوفی کی بات کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ قرآن میں صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ ہیں۔ بھلا آپ جیسا عالم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ زندہ نہیں۔ اصل میں تم نے کتابوں کو غور سے پڑھا نہیں مجھے اصل بات کا پتہ ہے۔

اصل بات یہ ہے

کہ جب آپ نے براہین احمدیہ لکھی۔ تو اس میں اسلام کی صداقت کو اتنے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ آپ سے قبل ۱۳۰۰ سال تک کسی عالم سے ایسا نہیں ہو سکا تھا اور وہ ایسے دلائل تھے کہ ان کے سامنے عیسائی اور ہندو ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ مگر مولویوں کی عقل ماری گئی اور بجائے خوش ہونے کے انہوں نے آپ پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے۔ مرزا صاحب نے کہا۔ اچھا اب میں تم سے اس کا بدلہ لیتا ہوں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا آسمان پر جانا سیدھی سادھی بات ہے۔ لیکن اب میں اس کا انکار کرتا ہوں اگر تم میں ہمت ہے تو تم اس سیدھی سادھی بات کو ثابت کر کے دکھاؤ۔ پس یہ تو محض ان کی عقل کا امتحان لینے کے لئے مرزا صاحب نے کیا تھا۔ اگر یہ سب مولوی آپ سے جا کر معافی مانگ لیں تو آپ اسی قرآن سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو زندہ ثابت کر دیں۔ غرض جس طرح ان کے خیال میں حیات مسیح کا مسئلہ ایک ثابت شدہ مسئلہ تھا

مرکزی دینی درسگاہ میں طالبعلموں کی ضرورت

صاحب استطاعت احباب اس کیلئے مالی امداد بھی فرمائیں

جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مرکز سلسلہ میں "مدرسہ احمدیہ" کے نام سے دینی درسگاہ جاری ہے۔ کم و بیش نصف صدی سے اس درسگاہ کے فارغ التحصیل علماء نے قابل ذکر دینی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اندرون ملک میں مبلغین کی ضرورت بڑھ رہی ہے اور اس نیک کام کو جاری رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہر سال اس مدرسہ میں طلباء معقول تعداد میں داخل ہوں جو چند سال مرکز میں قیام کر کے دینی علوم سے واقفیت حاصل کریں اور پھر ملک کے اکناف میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دیں۔ اسوقت مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بہت قلیل ہے اور اسبات کی اشد ضرورت ہے کہ احباب جماعت ایسے ہونہار اور صحت مند مڈل پاس طلباء کو مدرسہ احمدیہ میں بھجوائیں جو دین کیلئے اپنی خدمات وقف کرنے کیلئے تیار ہوں۔ موجودہ وقت میں سوائے دو تین طلباء کے باقی سب طلباء صدر انجمن احمدیہ کے وظیفہ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ امر واضح ہی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اپنے بجٹ کے لحاظ سے بہت محدود تعداد میں ہی وظیفہ دے سکتی ہے۔

پس جملہ امراء و صدر صاحبان و دیگر عہدیداران جماعت سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر و تعارف میں ایسے ہونہار طلباء اور ان کے والدین یا سرپرستوں کو اس امر کی مؤثر تحریک کریں کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے مرکز میں بھجوائیں نیز ذی ثروت احباب کو ایسے بچوں کیلئے جن کے سرپرست ان کا خرچ برداشت کر سکتے ہوں مالی امداد دینے کیلئے بھی تحریک کریں تا جو قابل امداد ہونہار طلباء مرکز میں تعلیم کی خاطر آنے کے لئے تیار ہوں انہیں مالی امداد دی جا سکے۔ ایسے مخلص دوست اپنے ذمہ ایک مقررہ رقم اپنی خوشی سے واجب کر لیں اور مجھے اپنے نیک ارادہ سے اطلاع دیں تا کہ نئے پروگرام میں ان کی موعودہ رقم کو ملحوظ رکھا جا سکے۔

جو جماعتیں اپنی تعداد کے لحاظ سے بڑی ہیں انہیں کم از کم ایک طالبعلم اور دوسری جماعتیں باہم تعاون سے تین تین چار چار مل کر ایک طالبعلم مرکز میں تعلیم کیلئے بھجوائیں۔ اور اس کے جملہ اخراجات اپنے مقامی فنڈ سے ادا کریں۔ مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ماہ اپریل میں شروع ہوتا ہے اور آجکل ایک طالبعلم کا ماہوار خرچ کم و بیش -/۳۵ روپے ماہوار ہے۔

مبلغین کرام خصوصیت سے اس کی طرف توجہ دیں اور اس نہایت اہم تحریک کو جماعت کے احباب کے سامنے مؤثر رنگ میں بار بار پیش کریں تا کہ اگلے تعلیمی سال میں کم از کم ایک درجن طلباء اس تحریک کے نتیجہ میں تعلیم کے حصول کیلئے مرکز میں پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہر رنگ میں بڑھ چڑھ کر دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین — خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

اسی طرح مکہ والوں کے نزدیک کئی خداؤں کا ہونا ایک ثابت شدہ مسئلہ تھا وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ نے سب خداؤں کا قیمہ کر کے ایک بنا لیا ہے۔ مگر پھر دیکھو آپ نے ان سے یہ مسئلہ منوا لیا یا نہیں وہ جو سمجھتے تھے کہ کئی خدا ہیں ان کا یہ حال ہوا کہ

جب مکہ فتح ہوا

تو چند ایسے آدمی تھے جن کو معاف کرنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مناسب نہ سمجھا اور ان کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ ان میں سے ایک ہندہ ابوسفیان کی بیوی بھی تھی یہ وہی عورت ہے جس نے حضرت حمزہؓ کا مثلہ کروایا تھا۔ آپ نے مناسب سمجھا کہ اُسے اس ظالمانہ فعل اور خلاف انسانیت حرکت کی سزا دی جائے۔ اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا جب عورتیں بیعت کے لئے آئیں تو ہندہ بھی چادر اوڑھ کر ساتھ آگئی اور اس نے بیعت کر لی۔ جب وہ اس فقرہ پر پہنچی کہ ہم شرک نہیں کریں گی۔ تو چونکہ وہ بڑی تیز طبیعت تھی اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم اب بھی شرک کریں گی۔ آپ اکیلے تھے اور ہم نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا۔ اگر ہمارے خدا سچے ہوتے تو آپ کیوں کامیاب ہوتے۔ وہ بالکل بیکار ثابت ہوئے اور ہم ہار گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہندہ ہے! آپ اس کی آواز کو پہچانتے تھے آخر رشتہ دار بھی تھی۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ اب میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب آپ کو مجھے قتل کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا۔ ہاں اب تم پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ غرض وہ قوم جو سمجھتی تھی کہ آپ نے سب خداؤں کو کوٹ کر ایک خدا بنا لیا ہے ان میں

اتنا تغیر پیدا ہو گیا

کہ ہندہ جیسی عورت نے کہا کہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا ایک نہیں اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تمام دنیا صداقت اسلام کی قائل ہو جائے گی۔ اب تو یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان اپنی عملی کمزوریوں کی وجہ سے دوسروں کے سامنے شرمندہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک دن آئے گا جبکہ یورپین اقوام بھی ان احکام کو تسلیم کریں گی۔ الناس علی دین ملوکہم۔ لوگ بادشاہوں کے مذہب کے تابع ہوتے ہیں بلکہ کچھ لوگ وہ بھی ہوتے ہیں جو نقال ہوا کرتے ہیں۔ جیسے شروع شروع میں مسلمان آئے تو ہندو بھی فارسی بولنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اسی طرح جیسا کوئی فیشن ہو جائے لوگ بھی وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس وقت ہندوؤں نے بھی داڑھیاں رکھ لی تھیں۔ مگر جب انگریزوں کا زمانہ آیا تو داڑھی منڈوانا شروع کر دی۔ چھوٹے کوٹ پہننے شروع کر دیئے۔

جب اسلام غالب آئے گا

تو ہر انسان اس بات پر فخر محسوس کرے گا کہ وہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرے۔ لیکن جب تک اسلام غالب نہیں آتا ہمیں بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں گی اور اپنے نفسوں کو مارنا ہوگا۔ جب تک ہم اپنے نفسوں کو مار کر موجودہ رسم و رواج کے خلاف اپنے آپ کو نہیں اُبھاریں گے۔ دریا کی دھار کے خلاف تیرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ملامت کی تلوار کے نیچے ہنسی اور مذاق کی تلوار کے نیچے۔ سیاسی لوگوں کے سیاسی اعتراضات کی تلوار کے نیچے مذہبی اور فلسفی لوگوں کے اعتراضات کی تلوار کے نیچے سر رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس وقت تک اس عظیم الشان مقصد کے پورا کرنے کی ہمیں امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ دنیا میں آج تک کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے صرف میٹھی میٹھی باتوں سے دنیا کو فتح کر لیا ہو۔ قومیں ہمیشہ مصیبتوں اور ابتلاؤں کی تلواروں کے سایہ تلے بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں۔ اور انہیں لوگوں کے اعتراضات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو اس فتح کا اہل بناؤ۔ جب تک آپ لوگ خدا اور اس کے رسول کے دیوانے نہیں بن جاتے۔ جب تک موجودہ فیشن اور رسم و رواج کو کچلنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک اسلامی احکام کو ایک غیر مسلم کبھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ انگلینڈ سے مجھے

ایک غیر مسلمہ کا خط

آیا۔ وہ احمدی تو ہو چکی ہے۔ مگر تعلیم ابھی کم ہے۔ وہ ہمارے مبلغ کے متعلق لکھتی ہے کہ جب میں ان کے لیکچر میں جاتی ہوں تو جو کچھ وہ کہتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔ اسے کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ مگر جب میں ان کے جوش اور ان کے چہرہ کی حالت دیکھتی ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے۔ اور میرا دل تسلی پا جاتا ہے کہ آخر یہ ہو کر رہے گا۔ غرض جب لوگ ہمارے عزم کو دیکھ کر ہمارے اندر سنجیدگی اور جوش دیکھیں گے تو وہ انہیں خود بخود ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پس پہلے

اپنے اندر جوش اور سنجیدگی پیدا کرنی چاہیئے۔ پھر ہم دوسروں کی توجہ کو بھی پھیر سکیں گے۔ اور وہ سمجھ لیں گے کہ اسلام کی باتیں سچی ہیں۔ اور وہ ان پر سچے دل سے غور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور پھر اسلام اس مقام پر پہنچ جائے گا جس پر آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنچایا تھا۔

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے

اعلان

مجالس خدام الاحمدیہ کے کام کا جائزہ لینے پر یہ امر میرے نوٹس میں آیا ہے۔ کہ سوائے چند مجالس کے باقی مجالس اپنی کارگذاری کی ماہانہ رپورٹ دفتر مرکزیہ میں نہیں بھجوا رہیں۔ اس وجہ سے مرکزی دفتر کو ان مجالس کے کام اور کارگذاری کا کوئی علم نہیں ہو رہا۔ خواہ کوئی مجلس کیسا ہی اچھا اور معیاری کام کر رہی ہو جب تک اس کی رپورٹ مرکز میں نہیں آتی۔ اس کے کام کا علم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جملہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ باقاعدگی سے اپنی ماہانہ کارگذاری کی رپورٹ دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیا کریں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ کے لئے خاکسار مرزا وسیم احمد کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان بھارت منظور فرمایا ہے۔ لہٰذا مجالس کی جملہ اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ خط و کتابت صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کے نام کی جایا کرے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
قادیان

جناب رضوی صاحب آف پونچھ کے نام کھلی چٹھی

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب خانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

مکرمی محترمی مولوی سید احمد صاحب رضوی

السلام من اتبع الہدیٰ

بتاریخ ۲۵ر اگست سنہ ۱۹۶۴ء میلاد النبی صلعم کی مبارک تقریب پر آنجناب نے حسب سابق بجائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک بیان کرنے کے احمدیہ جماعت پر خود تراشیدہ الزامات دے کر سامعین کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی جو سعی لاحاصل کی وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ آپ کی تقریر کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ:۔

حضرت نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں اس لئے کسی قسم کا کوئی نبی آ نہیں سکتا۔ سورج کے مقابلہ پر چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ جھوٹے نبی کی مثال غیر سند یافتہ ڈاکٹر کی ہے جو مجمع اکٹھا کر کے اپنے کو سند یافتہ کہلا کر جہلاء کو لوٹتا ہے جب گورنمنٹ کو پتہ لگتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ جھوٹا نبی چونکہ خود معجزے نہیں دکھا سکتا اسلئے وہ سچے نبیوں کے معجزات کی تاویلیں کرتا پھرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردے زندہ کرنا بچپن میں ہی نبوت اور کتاب ہونے اور باتیں کرنا وغیرہ ہیں۔ لانبی بعدی کے مطابق رسول کریم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کو علم لدنی دیا جاتا ہے۔ لائبریری کی کتب سے استفادہ کر کے کتب لکھنا کمال نہیں۔ کاھنا کے معنے کنہیا کے نہیں ہیں بلکہ جادوگر کے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ یہ اعتراضات جماعت احمدیہ کے لئے نئے نہیں بلکہ یہ انہیں فرسودہ اور پامال شدہ باتوں کا اعادہ ہے۔ جن کے مدلل اور مسکت جواب جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا دیئے جا چکے ہیں ایسے غیر معقول اعتراضات کے بار بار اعادہ اور شدید مخالفت کے باوجود بفضلہ تعالیٰ اس برگزیدہ جماعت کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اور ممکن نہیں کہ یہ شمع آپ لوگوں کے مونہوں کی پھونکوں سے بجھ جائے۔ مجھے آپ کی معترضانہ تقریر سنکر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی اس لئے کہ آپ لوگوں کے اعتراضات سن کر بیشتر سنجیدہ افراد حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے ہماری جماعت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس طرح انہیں احمدیت کی حقیقی راہنمائی حاصل ہو جاتی ہے ——— اور افسوس اس بات کا ہے کہ آپ نے اس مقدس تقریب کو اپنے خصوصی مفاد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ اور احمدیت پر اعتراضات کے لئے ایسے وقت کا انتخاب کیا یاد رکھئے آپ لوگوں کی مخالفت ہی اس جماعت کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ جس کے ذریعہ خدمت و اشاعت دین کی مقدس اغراض اکناف عالم میں پوری ہو رہی ہیں۔ اس برگزیدہ جماعت کے مقدس بانی کی صداقت کا اندازہ اپنے زمانہ کے مجدد حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اس پیشگوئی سے لگا لینا چنداں مشکل نہیں بالخصوص جبکہ علماء زمانہ کی طرف سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت ظاہر و باہر ہے۔ حضرت موصوف کی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴ پر مرقوم ہے:۔

واذا خرج ھذا الامام المھدی فلیس لہ عدو مبین الا الفقھاء خاصۃ"

کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو ... خصوصیت سے فقہاء کا گروہ ہی اُن کا کھلم کھلا دشمن ہوگا۔

اسی طرح حجج الکرامہ میں مہدی کی نسبت پیشگوئی مرقوم ہے کہ

علماء وقت اس کی مخالفت پر کھڑے ہو جائیں۔ کہ اور اس پر کفر اور گمراہ ہونے کا فتوے دیں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص ہمارے مذہب و ملت کو تباہ کرنے والا ہے۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

اسی طرح اہل تشیع کے ایک بلند پایہ مجتہد مولوی سید محمد سبطین صاحب بھی اپنی تصنیف الصراط السوی صفحہ ۵۰۳ پر لکھتے ہیں:۔

علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے۔ اور یہ تمام نام کے ہی مسلمان ہوں گے۔

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کی شناخت کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ دنیا میں چودہ سو سال کے بعد تاریخ نے گذرے ہوئے واقعات کو دہرایا اور علماء نے احمدیہ جماعت کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر خدا تعالیٰ نے وقت کے مسیحا کو ہر طرح سے سرخرو و سرخرو رکھا بلکہ دین و دنیا میں ہر قسم کی تائیدات سے نوازا۔

کیا احمدیت کی صداقت کا یہ ایک واضح ثبوت نہیں کہ باوجود شیعہ سُنی مقلد غیر مقلد۔ حنفی۔ وہابی کی باہمی شدید مخالفت بلکہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں تک ناجائز سمجھنے کے احمدیہ جماعت کو آزار پہنچانے اور اُس کی مخالفت کرنے میں سب ہی اکٹھے ہو جاتے ہیں!! سوچئے کہ کیا یہ طریق مخالفت ویسا نہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں اختیار کیا گیا جبکہ عرب کے لوگ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ کوئی بت پرستی کا شائق تھا کوئی سورج پرستی میں مبتلا۔ کوئی آتش پرستی کا دلدادہ کوئی یہود کی شکل میں عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے رہا تھا اور کوئی نصرانیت کی پیروی میں یہود کی مخالفت کا علمبردار تھا اور باہمی منافرت و عداوت میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے تھے مگر ان سب شدید منافقات کے باوجود حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی مقدس جماعت کے خلاف یہ سب لوگ ایک ہی جھنڈے تلے آ جاتے؛ پس حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مہدی کے بارہ میں پیشگوئی کہ

جب مہدی کا ظہور ہوگا تو عوام اس سے بھی وہی سلوک کریں گے جو میرے ساتھ موجودہ قومیں کر رہی ہیں۔"

اس واضح پیشگوئی کی صداقت مہدی آخر الزمان کے ظہور کے وقت آپ لوگوں کی مخالفت اور ایسے سلوک سے بالکل عیاں ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔

محترم! غور فرمایئے۔ اگر حضرت مرزا صاحب بقول آپ کے نہ مہدی ہیں نہ مسیح اور نہ وہ آپ کے نزدیک اپنے دعاوی میں صادق ہیں۔ تو پھر اُن کی مخالفت میں آپ کی نیند کیوں حرام ہو گئی۔ عرب و عجم سے ان کے خلاف فتوے حاصل کرنے مخالفت میں کتابیں شائع کرنے کی یہ تگ و دو کیسی بھلا ایسے جھوٹے کی تباہی کے لئے تو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کافی نہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کی ایسی شدید مخالفت و عداوت کے باوجود خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید بھی بس اسی جماعت کے شامل حال ہے۔ اور آپ لوگوں کی ایک بات بھی بارگاہ رب العزت میں سُنی نہ گئی!! سچ فرمایا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے کہ

اے قوم کے سرآمدہ لے صاحبانِ دیں۔
سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں
تم میں نہ رحم ہے نہ عدالت نہ اتقا
بس اس سبب سے ساتھ تمہارے نہیں خدا!

جناب مولوی صاحب خدا کو حاضر ناظر جان کر سوچئے کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دلیل ہے کہ کوئی جھوٹا دعویدار اس قدر شدید مخالفت کے ہوتے ہوئے اتنے طویل عرصہ تک بجائے تباہ و برباد ہونے کے اپنے مقصد میں روز افزوں ترقی پا رہا ہو ــ

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے!

اگر جواب نفی میں ہے تو آپ کو اس طرح کی مخالفانہ کوششوں پر نظر ثانی کرنی چاہیئے اور ایسی تقاریر سے توبہ کرنی چاہیئے

رہے آپ کے اعتراضات سو عرض ہے کہ جہاں تک حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کے فضائل اور نہ ختم ہونے والے مراتب عالیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ صدق دل سے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق اس بات پر پختہ ایمان رکھتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین۔ آخر الانبیاء رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہیں اور حضور کے ان مراتب عالیہ کو کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم خاتم الکتب سماوی ہے جس کا ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ کوئی وحی یا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اپنی تصنیف ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷)

رہا حضرت مسیح موعود کا اپنے لئے لفظ نبی

طرف اشارہ کیا۔ کہ میں اس سنتِ اہلبیت رسالت کو بجا لاؤں۔ میں نے رؤیا مذکورہ بالا کے موافق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے۔ بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلےٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمت میں گذر چکے ہیں۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین وعلی رضی اللہ عنہم وفاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھا۔ . . علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سُرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے۔ جن کا بیان کرنا بالکل طاقتِ تحریر سے باہر ہے۔ وہ نُورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سُرخ تھے اُن کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ اُن کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا۔ اور دُنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی ہے۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نُور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نُور تھا جو اوپر سے نازل ہوا۔ اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دُنیا ان کو نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان اُمور سے خبر ملتی ہے۔"

(کتاب البریہ مسیح موعود علیہ السلام ص۱۶۳)

رمضان المبارک کے روزے

اسلام جو ایک کامل نظامِ حیات اور دینِ فطرت ہے۔ وہ ہمیں "معرفتِ نفس" کے لئے یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ تم صحت۔ توانائی اور مناسب ماحول میں زندگی کا بارھواں حصہ روزے میں گذارا کرو۔ اور سال میں ایک مہینہ یعنی "رمضان المبارک" اس مبارک مقصد کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ (البقرہ ع ۲۳)

کہ جو اس مہینہ کو پائے۔ وہ اس میں روزے رکھے۔ اسلام نے رہبانیت اور ترکِ دُنیا سے روکا ہے۔ مگر اس امر سے بھی سختی سے منع فرمایا۔ کہ تم دُنیا پر گِدھوں کی طرح گرو۔ اور احساس کی لذتوں میں کھو کر خالقِ حقیقی کو ہی فراموش کر دو۔ اس لئے اسلام میانہ روی کی تعلیم دیتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ مال کماؤ۔ مگر زکوٰۃ اور صدقات دو۔ تم شادی کرو۔ مگر زنا اور بدنظری سے بچو۔ اور اپنے اس نصابِ تعلیم کے مطابق کہتا ہے۔ کہ تم دنیوی لذات و خواہشات سے کلیۃً کنارہ کش مت ہو۔ مگر اُس کا بارھواں حصہ خدا یا معرفتِ نفس کے نام پر ترک کر دو۔ تم دینی و دنیاوی گناہ ... سال کا بارھواں حصہ ہیں۔

روزے کے فوائد

جب ہم اسلام کے اہم رکن "روزہ" کے اغراض و مقاصد پر قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں غور و فکر کرتے ہیں۔ تو ہمیں روزہ کے مندرجہ ذیل فوائد نظر آتے ہیں۔

۱۔ اسلامی روزہ سحری سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ اور اس دوران میں ایک روزہ دار کھانے پینے اور تعلقات ازدواجی سے مجتنب رہتا ہے۔ گویا رمضان میں ایک ماہ کی ٹریننگ اصلاح نفس۔ قربانی۔ اور روحانی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲۔ روزہ کے ذریعہ انسان میں "قوتِ صبر" پیدا ہوتی ہے۔ جو عرفانِ نفس کا ذریعہ ہے۔ "عرفانِ نفس" عرفانِ الٰہی کے لئے زینے کا کام دیتی ہے اور جب انسان میں صبر کی زبردست طاقت پیدا ہو گی۔ وہاں شیطان کو وسوسہ پیدا کرنے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔ اسی فضیلت کی حدیث میں ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جب رمضان آتا ہے۔ تو شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ روزہ عملی لحاظ سے سوسائیٹی اور معاشرہ میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کرنے کا باعث ہے۔ قوم کے افراد میں محنت و شدائد کے برداشت کی عادت پیدا کرنے۔ پابندی نظام۔ امیر و غریب میں مساوات و یگانگت۔ اطاعت و فرمانبرداری۔ غرباء و نادار کی غربت و بھوک کا احساس پیدا کرانے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔

۴۔ ایک شخص جب جائز و حلال چیزوں سے اجتناب محض اطاعت خداوندی وحصول رضا الٰہی کے لئے کریگا تو نفس پر قابو پا لینے کے نتیجہ میں ناجائز چیزوں سے بچنا اُس کے لئے آسان ہو گا اور اس روزہ کی برکت سے انسان جھوٹ فریب۔ بے حیائی اور بدکاری اور کسب حرام وغیرہ سے بچ جائیگا۔ کیونکہ روزہ کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے کہ انسان پاکیزہ ماحول میں اپنی زندگی گزارے۔ روزہ رکھ کر ذکر الٰہی پر زور اور لغویات سے پرہیز لازم ہے۔

۵۔ روزہ حرص و طمع سے مقابلہ کرنے کا نام ہے۔ پیٹ کا تنور "ھل من مزید" کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ روزہ اس تنور کو سرد کرتا ہے۔ اور انسان کو صبر و ضبط کی تعلیم دیتا ہے۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبی نقطۂ نگاہ سے روزہ کے بارہ میں فرماتے ہیں "صوموا تصحوا" روزہ رکھا کرو تا صحت حاصل ہو۔ گویا روزہ روحانی ترقیات کے علاوہ صحت جسمانی کیلئے بھی ... نظام ہضم کو صحیح رکھنے کیلئے معدہ کو بھی کچھ عرصہ کے لئے آرام دینا ضروری ہے ... ہو کر مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ گو ڈاکٹر مختلف امراض کا علاج روزہ یا فاقہ کے ذریعہ کرتے ہیں۔ امریکن مسٹر ... نے جو روزوں کے علاج کے ماہر ہیں ایک کتاب "The Book of Fasting" لکھی ہے۔ جس میں اس ڈاکٹر نے بتلایا ہے کہ روزہ معدہ کی اکثر بیماریوں ریلڈ پریشر۔ اعصابی امراض۔ کثرت بلغم اور سموم مختلفہ کا علاج ہے۔ روزہ رکھ کر تلاوت قرآن مجید۔ ذکر الٰہی اور عبادت کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ غریبوں کی امداد کے لئے صدقہ وخیرات کرنا مسنون ہے۔ گویا روزہ حقوق اللہ کی ادائیگی اور شفقت علی خلق اللہ کی ٹریننگ کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

(باقی)

آئندہ صوبائی اور مرکزی انتخابات کے متعلق ضروری ہدایات

امید ہے کہ آئندہ سال کے اوائل میں صوبائی اسمبلیوں اور مرکزی لوک سبھا کے انتخابات شروع ہو جائیں گے اندریں بارہ احباب جماعت ہندوستان کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات دی جاتی ہیں۔

(۱) جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اپنے اپنے حلقہ میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے نمائندوں کے حق میں عام طور پر ووٹ دیں کیونکہ کانگریس کمیٹی باوجود بعض عملی کمزوریوں کے سیکولر اصول کی حامی اور مذہبی فرقہ داری کے خلاف ہے۔ اور اسی وجہ سے ملک کے مختلف مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے عوام زیادہ اس کی تائید میں ہیں۔ اور اکثر صوبوں اور مرکز میں منتخب شدہ ممبروں کی بھاری اکثریت کانگریس کے ٹکٹ پر کامیاب ہوتی رہی ہے۔

(۲) موجودہ حالات میں مسلمانانِ ہند کیلئے عام طور پر اور احمدی احباب ہندوستان کے لئے خاص طور پر کانگریس کمیٹی میں شامل ہو کر اپنے سماجی اور قانونی حقوق کا تحفظ اور مادر وطن کی خدمت کی زیادہ سہولتیں اور مواقع میسر ہیں اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتیں یا تو فرقہ واری اور تعصب کے زہر سے آلودہ ہیں یا اس پوزیشن اور مقام پر نہیں کہ ان کے ساتھ وابستہ ہو کر بہتر طور پر ملک اور قوم کی خدمت کی جا سکے۔

(۳) اگر مخصوص مقامی حالات کے ماتحت کسی جماعت کیلئے کانگریس کے نمائندہ کے حق میں ووٹ دینا مشکل ہو یا ناممکن ہو۔ اور ایسا کرنے سے ان کو کوئی خاص قومی اور جماعتی نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے مخصوص حالات کو اپنی مقامی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر کے جملہ کوائف کے ساتھ مرکز سلسلہ میں رپورٹ کر کے مرکز سے مشورہ حاصل کرنے کے بعد حق رائے دہندگی کو استعمال کریں۔ لیکن یہ احتیاط رکھی جائے کہ ایسی صورت میں مقامی جماعت میں انتشار یا اختلاف پیدا نہ ہو جماعت کے ووٹ اکٹھے پڑنے سے جماعت کی عزت اور وقار قائم ہوتا ہے اور جس نمائندہ کو ووٹ دیئے جاتے ہیں اس کو بالخصوص فائدہ پہنچتا ہے۔

احباب ان ہدایات کو پورے طور پر مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالےٰ جملہ احباب کو قوم اور ملک کا بہترین خادم اور وفاکیش شہری بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

(یہ تقرر مورخہ ۳۰/۴/۷۲ تک ہو گا)

۱۔ کوڈالی۔ پریذیڈنٹ۔ مکرم این حامد صاحب معرفت ستیادوتھن آئل کنانور

۲۔ منارگھاٹ۔ سیکرٹری مال۔ ایم کے حیدر صاحب مرحوم

۳۔ پنول (Punalur) پریذیڈنٹ۔ ایم پی عبدالقادر صاحب

سیکرٹری مال۔ ایم۔ پی عبدالقادر صاحب

" تبلیغ۔ اے۔ ایم عبدالرحمٰن صاحب

جنرل سیکرٹری۔ " " "

۴۔ پوری (اڑیسہ) سیکرٹری تبلیغ۔ مولوی عزیز الدین صاحب کورٹ سب انسپکٹر آف پولیس پوری۔ اڑیسہ

۵۔ بنگلور۔ سیکرٹری تبلیغ۔ سید عبدالرزاق صاحب۔ بنگلور

ناظر اعلیٰ قادیان

معتمد مرکزیہ تقرر۔ تمام مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شیخ مسعود احمد صاحب انیس کو معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر کیا جاتا ہے مجالس نوٹ فرمائیں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

دہلی کے جلسہ عید میلاد النبی صلعم میں ڈاکٹر تارا چند کی تقریر

(اور)

اسلامی عبادات کی حکمت و فلاسفی

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۳)

روزہ کے بارہ میں ڈاکٹر تارا چند کی اصلاحی تجویز

جلسہ عید میلاد النبی صلعم دہلی کے موقعہ پر ڈاکٹر تارا چند صاحب نے تقریر کرتے ہوئے روزہ کی عبادت اسلامی کے بارہ میں فرمایا کہ

"اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ موجودہ حالات میں کیا مناسب ہوگا۔ کہ پانچ وقت ہی نماز رہے یا یہ کہ پورے ایک ماہ کے ایسے حالات میں روزے رکھے جائیں جبکہ صنعت و حرفت میں کافی ترقی ہو چکی ہے اور مزدور کو محنت سے کام کرنا ہوتے ہیں۔"

(الجمعیۃ دہلی ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء)

رمضان مبارک کے روزوں کے بارہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی تجویز پر تنقید کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے روزہ کے اغراض و مقاصد پر نظر ڈالیں۔ اگر روزوں میں واقعی روحانی، اخلاقی اور طبی فوائد ہیں۔ تو اس کا قدرتی اور طبعی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس روحانی طریقہ پر عمل پیرا ہونے کی تحریک کی جائے نہ کہ اس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی تجویز پیش ہونی چاہیئے۔

زندگی کے بارہ میں دو نظریے

دنیوی زندگی کے بارہ میں حکماء و فلاسفر اصحاب کے دو نظریے رہے ہیں۔ کہ

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ۔ آئندہ کی فکر کی ضرورت نہیں۔ مزید برآں "ایہہ جگ مٹھا اگلا کس ڈٹھا" کہ اس دنیا کی نعمتیں اور لذتیں تو معلوم ہیں۔ جب دنیا میں آئے ہو تو ان سے خوب فائدہ اٹھاؤ۔ اگلا جہان یا عالم تو کسی نے دیکھا نہیں۔ پھر اس سے کیا ڈر۔ اس نظریہ کے حامل دنیوی عیش و عشرت میں مستغرق نظر آتے ہیں۔

دوسرا نظریہ اس سے بالکل برعکس ترک دنیا۔ ترک لذات و خواہشات یعنی "رہبانیت" کا ہے۔ ہر زمانہ میں اس نظریہ کے حامل اور داعی بھی بڑے بڑے حکماء نظر آتے ہیں یونانی فلسفیوں میں بھی دونوں طبقہ خیال کے لوگ موجود ہیں۔ ہندوستان میں بھی ہمیشہ دونوں نظریات کے حامی رہے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں۔ غاروں۔ کچھاروں اور جنگلوں میں اسی نظریہ کے حامل اپنی عمر عزیز کا ایک کثیر حصہ ریاضت۔ مجاہدہ۔ چلہ کشی اور تپسیا میں گذار چکے ہیں۔ اور آج بھی ایسے سنیاسی اور سادھو موجود ہیں۔ جو نہ صرف اس نظریہ کے حامل بلکہ شدومد سے اس پر عامل ہیں

روزہ دو نظریات کا ایک صالح امتزاج ہے

مذہب جو تعلق باللہ کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اس میں روزہ کی عبادت متذکرہ بالا دونوں نظریات کا ایک صالح امتزاج۔ جب ہم مختلف اقوام اور مذاہب کی تعلیمات اور عبادات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں وہاں "روزہ" کی ایک خاص اہمیت نظر آتی ہے۔ روزہ کی شکل۔ تعداد۔ احکام میں تھوڑی اختلاف ضرور ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی غرض سب مذاہب میں یکساں نظر آتی ہے۔ اور وہ ہے۔ "ضبط نفس، صبر اور روحانی طاقتوں اور قوتوں کو نفس انسانی میں اُجاگر کرنا"۔ قدیم مصریوں میں روزہ کا رواج تھا۔ اہل یونان میں روزہ کا رواج تھا۔ بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے کا خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض "برت" یعنی روزے رکھنے کا رواج تھا۔ اور رہے۔ ہندو رشیوں اور مذہبی لیڈروں میں چلہ کشی کا رواج تو معروف ہے۔ یہود علیہ السلام کی اتباع میں روزہ رکھا کرتے تھے اور رکھتے ہیں۔ چنانچہ

(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بائبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس روزے رکھے۔

"سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا اور اُس نے ان لوحوں پر اس عہد کی باتوں یعنی دس احکام کو لکھا"۔

(خروج باب ۳۴ آیت ۲۸)

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اُن کی اتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔

"اُس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی"۔ (متی باب ۴ آیت ۱-۲)

(ج) یہاں فاقہ سے مراد دراصل روزہ ہی ہے۔ عرب لوگوں میں "عاشورہ" کا روزہ رکھنے کا رواج تھا اسی طرح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوئے نبوت سے قبل روزہ رکھتے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے تاوقتیکہ قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اور خلعت نبوت آپ کو پہنائی گئی۔

اسلام اور روزہ

روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون" (البقرہ ع ۲۳)

کہ اے مسلمانو روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلے گذشتہ اقوام و ملل پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم روحانی و اخلاقی کمزوریوں سے بچو اور متقی بن جاؤ۔

قرآن مجید کا یہ تاریخی بیان مبنی بر حقیقت ہے۔ جس کی تصدیق انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں "FASTING" کے زیر عنوان مقالہ مندرجہ جلد ۹ سے بھی ہوتی ہے۔ لکھا ہے:-

"Commonest by far, however, of all the uses of voluntary fasting, in the past and at the present time, is its practice as an act of self-denial with definite religious intention by the greater number of religions, in the lower, middle and higher cultures alike, fasting is largely prescribed, and where it is not required, it is nevertheless practised to some extent by individuals in response to the prompting of nature."

کہ ماضی و حال میں طوعی روزوں کے دیگر فوائد میں سے ایک عام فائدہ مذہبی مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو مارنا بھی ہے۔ اکثر مذاہب میں چھوٹے۔ بڑے اور درمیانی طبقات کے مشارب میں روزہ کا وجود پایا جاتا ہے۔ اور اگر کہیں روزہ جماعتی رنگ میں نہ بھی ہو۔ تو بھی خدائی تحریک و ترغیب پر انفرادی رنگ میں اس کا رواج ملتا ہے۔

روزہ اور تجلی قلب

نماز اگر "تزکیہ نفس" کا ذریعہ ہے۔ تو روزہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے تجربات کی بنا پر "معرفت نفس اور تجلی قلب" کا باعث ہے۔ تزکیہ نفس کی صورت میں اگر انسان کو نفس امارہ کی شہوات و وساوس سے بُعد حاصل ہو جاتا ہے۔ تو "تجلی قلب" کی صورت میں وہ مکاشفات و مکالمات الٰہیہ سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ "عرفان الٰہی" کے حصول اور سلوک منازل طے کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور "تزکیہ نفس" کا یہ نصاب خدا تعالیٰ نے تمام اقوام و ملل کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس نصاب کے مطابق روحانی مقامات کو حاصل کرنے کے لئے متواتر روزے رکھے تو یہ روزے انہیں ایک نورانی عالم کی طرف لے گئے۔ انبیاء کرام اور اولیاء و اقطاب کی پاکیزہ زندگیاں اس بات پر شاہد ناطق ہیں۔

تاثرات روزہ کا اس زمانہ میں ایک روشن ثبوت

اس الحاد و دہریت اور مغربی فلسفہ اور ذہنی آوارگی کے دور میں جبکہ مذہبی عبادات کی تاثیرات کا انکار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو ایک عملی جواب دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ تاکہ اُن کے ذریعہ پھر روحانیت کی شمع عالم تاریکی میں روشن ہو۔ اور آپ عبادات اسلامی کی حکمت و فلاسفی اپنے اعمالی اور ذاتی تجربات سے دنیا پر واضح کریں۔ آپ روزہ کی تاثیرات روحانی کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اُس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی

کا استعمال سوا اس کی حقیقت بھی حضور ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضور اپنی کتاب کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں:

"عقیدہ کی رو سے خدا جو تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اور بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنے بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہو صرف ظل اور اصل کا فرق ہے سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔"

(کشتی نوح ص۱۴)

اب آپ اس تحریر پر غور فرما کر ہمارے خلاف اپنے قائم کردہ بہتانات کا جائزہ لیں کہ کس بے باکی سے آپ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سٹیج پر آ کر عوام کو بے موقعہ غلط اور بے بنیاد باتیں سنا کر خدائی سلسلہ کی تکذیب کا مظاہرہ کرتے ہیں!!

رہا غیر سند یافتہ ڈاکٹر کا پکڑا جانا وغیرہ بشرطیکہ گورنمنٹ کو پتہ لگے۔ گویا حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی مجددیت او ماموریت سے بقول آپ کے خدا تعالیٰ بالکل بے خبر ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ عرصہ ۲۷ سال مسلسل ایک شخص عوام الناس میں اپنا دعوےٰ دلائل قاطعہ اور معجزات و برکات اور وقوع پذیر علامات کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور رسالت و لن تنشیر لکھتا ہے کہ اسی خدا نے مجھے مامور بنا کر بھیجا ہے مگر وہ خدا جو حی و قیوم اور سمیع و بصیر ہے جو ایک منٹ کے لئے بھی واقعات سے بے خبر نہیں (مگر بقول آپ کے اس کی گورنمنٹ کو ابھی پتہ لگتا ہے) مگر وہ خدا اس کی گرفت کرنے کے بجائے اُس کو ایسا سرفراز کرتا ہے جس کی نظیر زمانہ میں نظیر نہیں۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات سے انکار ہے اگر کوئی شخص نصف النہار کا انکار کرے تو اس کا کیا کیا جائے۔ اسلئے حضرت حضور کے ذریعہ اس قدر معجزات ظہور پذیر ہوئے کہ سوائے انکار پر اصرار کرنے والے کے کسی شخص کو انکار کی گنجائش نہیں۔

ذرا صدق دل سے ان کا مطالعہ کیجئے آپ کو معجزات نظر آ جائیں گے ورنہ دنیا میں تو ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہیں قرآن کریم جیسا زندہ معجزہ بھی نظر نہیں آیا اور قرآن کریم کو لفظاً لفظاً نعوذ باللہ اعتراض ہی دکھائی دیتا ہے۔

باقی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردے زندہ کرنا یا بچپن میں اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہی عوام کو اپنی نبوت اور کتاب جاری کرنے کا ادعا کرنا وغیرہ۔ سو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ اعتراض کرسچن سوسائٹی کے کسی پادری صاحب سے حاصل کئے ہیں۔ ذرا مکرم میر صاحب سے اس بارہ میں پادریوں کے ۱۴۱ اعتراضات کا پمفلٹ "حقائق القرآن" لے کر اپنے قائم کردہ اعتراضات کا جائزہ لے کر غور فرماویں کہ کیا یہی اعتراضات عیسائیت کی طرف سے اسلامی تعلیم اور نبی برحق کے خلاف آج نہیں کئے جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس بارہ میں بھی عشق محمدی کو استوار رکھنے کی نیت سے غیر جانبدارانہ تحقیق فرمائیں گے۔

لا نبی بعدی کی حدیث کی منشاء شریعت والے نبی سے ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کے بعد قیامت تک نہیں آ سکتا غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں۔ جو کہ سلف صالحین اور علمائے مذہب کے نزدیک مسلم ہے اس سلسلہ میں ہمارا پمفلٹ خاتم النبیین کے بہترین معنی ہم سے طلب فرما کر ملاحظہ فرماویں اور حضرت عائشہ صدیقہ سے بھی اس بارہ میں مشورہ لیویں یعنے خاتم النبیین کی حدیث قدسی ان کی زبانی مطالعہ فرماویں۔

نبی کا کسی استاد کا شاگرد نہ ہونا صرف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی مخصوص ہے اور اس فضیلت میں حضور صلعم کا کوئی نبی شریک نہیں۔ چنانچہ مشہور مصری عالم الشیخ رشید رضا صاحب ایڈیٹر اخبار المنار نے اپنے استاد جناب الشیخ محمد عبدہ کے افادات سے تفسیر القرآن الحکیم موسوم المنار مرتب کر کے تحریر فرمایا ہے کہ

وَلَم ینقل ان اللّٰہ تعالیٰ بعث نبیًّا اُمیًّا غیر نبیّنا (ص) فھو وصفٌ خاصٌ لاَفضلِ محمّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیہ احدٌ من النبیین (تفسیر المنار جلد ۹ ص۲۲۵ مطبوعہ مطبعۃ المنار مصر ۱۹۲)

یعنی یہ بات کہیں درج نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ کوئی اور بھی اُمّی نبی مبعوث فرمایا ہو۔ پس اُمّی ہونا وہ خاص صفت ہے جس میں کوئی بھی دوسرا نبی آنحضرت صلعم کا شریک نہیں۔

گویا آنحضرت صلعم کے علاوہ سب ہی خواندہ تھے کوئی بھی ان پڑھ نہ تھا۔ یہ امتیازی وصف صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا کہ آپ اُمّی تھے۔ اندریں حالات حضور صلعم کے علاوہ باقی انبیاء کے لئے لکھا پڑھا ہونا اسی طرح باعث فخر ہے جس طرح حضور کے لئے اُمّی ہونا باعث فضیلت ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اُمّی نہ ہونے کی صورت میں مولویوں کا اعتراض کچھ وزن نہیں رکھتا۔ علاوہ اس کے توریت سے حضرت عیسےٰ کی نسبت ثابت ہے کہ اُنہوں نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بچپن میں صرف صرف نحو کسی اُستاد سے پڑھا ہوگا۔ مگر معارف قرآن یا تفسیر یا حدیث کسی استاد سے یا مفسر سے نہیں پڑھے۔ جیسا کہ حضور اس بارہ میں خود فرماتے ہیں:۔

میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرار دین بلاواسطہ مجھ پر کھولے گئے۔"

(ایام الصلح ص۱۴۷ طبع اول)

اور یہ جو آپ نے کہا کہ لائبریری کی کتب سے استفادہ سے کتب لکھنا کمال نہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب حضور کی تصنیفات موجود ہیں۔ ایک دنیا اس کی افادیت کا سکہ مان چکی ہے۔ آپ کی یہ بات کچھ وزن نہیں رکھتی جبکہ آپ سے علم دینیات میں کہیں زیادہ پڑھے ہوئے لوگ حضور کی تصنیفات کی اعلےٰ شان کا اقرار کر چکے ہیں۔ چنانچہ دہلی اخبار کرزن گزٹ کے مشہور ایڈیٹر مرزا حیرت صاحب دہلوی اخبار وکیل کے ایڈیٹر جو امرتسر میں تھے۔ مشہور اخبار آبزرور لاہور۔ اخبار جو دہلی سے نکلتا تھا، ماہنامہ بنگلور وغیرہم نے حضرت مسیح موعود کے علم کلام کی اہمیت پر اپنی عالمانہ گواہیوں کو اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر سپرد قرطاس کیا ہے۔ بخوف طوالت مزید اقتباس درج کرنے ممکن نہیں البتہ بطور نمونہ از خروارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو ریویو کیا ہے آپ کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امراً۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی۔ قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھا لیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ہفتم ص۱۶۹-۱۷۰)

اسی طرح مولوی محمد شریف صاحب بنگلوری جو مسلمانان جنوبی ہند میں اپنے تقویٰ و دیانت داری میں مسلم تھے۔ اپنے مشہور اخبار "منشور محمدی" میں حضرت مرزا صاحب کی کتاب پر ریویو کر کے رقمطراز ہیں کہ

"بلاشبہ کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھیگا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر زمان حق ہے دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق سے آگاہ ہے۔" (منشور محمدی بنگلور ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ ص۲۱۳، ۲۱۷)

غور فرمائیں کہ یہ حوالہ جات جس میں عیر از جماعت والوں نے حضرت اقدس کی قوت بیان کے مداح لائق اور ان کی روحانی تاثیرات کا اقرار کیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے (مسیح موعود)

"سورج کا موجودگی میں چراغ کی ضرورت نہیں"۔ والا اعتراض بھی قلت تدبر کا ہی نتیجہ ہے خدا تعالیٰ نے نبی اکرم صلعم کو سراجاً منیرا سے خطاب کیا ہے یعنی روشن چراغ۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ چراغ سے کئی چراغ جلائے جا سکتے ہیں۔ چونکہ نبی اکرم صلعم ہمیشہ کیلئے نہ بجھنے والے چراغ ہیں۔ اسلئے ہر زمانہ میں اس مکمل چراغ کی ہی برکت سے استفادہ کر کے ان کے طور پر کئی چراغ منور کئے جا سکتے ہیں جن کو اصطلاح اسلام میں مجدد کہتے ہیں۔ اور یہی اسلام اور بانیٔ اسلام کی دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ایک امتیازی شان ہے۔ جس میں دیگر اہل مذاہب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وذالک فضل اللّٰہ ...

اسلام کا بنیادی رکن

(زکوٰۃ)

زکوٰۃ کی فرضیت اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ارشاد بھی فرمایا ہے۔

نیز ہمارے ہر مومن کیلئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازمی ہے جیسا کہ نماز ادا کرنا پس اگر کوئی شخص اس فریضہ کو ادا نہیں کرتا تو وہ ایسا ہی قابلِ مواخذہ ہے جیسا کہ تارک الصلوٰۃ اور تارک زکوٰۃ کیلئے بھی ایسی ہی سزا ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث میں ہے۔

۲۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ اول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت۔ دوم نماز تیسرے زکوٰۃ۔ چوتھے رمضان کے روزے اور پانچویں بیت اللہ کا حج جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو وہ اگر اسے ادا نہیں کرتا تو اس کا ایمان کا دعویٰ صرف زبانی ہے۔

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت پیدا ہو اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ حرص اور بخل کی بیخ کنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اس سے ہمارے مالوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ یہ محض خیالی وسوسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ۔ یعنی جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے اموال کو کم نہیں کرتے۔ بلکہ بڑھاتے ہیں۔ پھر فرمایا:۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔

یعنی جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی بجائے اور دے گا۔ اور وہ سب سے اچھا دینے والا ہے۔ پھر فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سے سات بالیں پیدا ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بہت بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ پھر فرمایا:۔

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا۔

یعنی شیطان تم کو (زکوٰۃ دینے کی صورت میں) افلاس سے ڈرا کر فحشا (پر خرچ کرنے) کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ (اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو) ان پر اپنے فضل اور بخشش کا وعدہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو ثابت قدم کرنے کیلئے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اعلیٰ درجہ کی بلند زمین پر باغ ہو اور اس پر اچھی بارش برسے اور اس کا پھل دگنا ہو جائے۔ اگر بہت بارش اس پر نہ برسے تو بوندا باندی ہی کافی ہو جائے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ادائیگی زکوٰۃ سے اموال میں کمی کا خیال نفسانی ہے۔

چندہ الگ ہے اور زکوٰۃ الگ:۔ یہ بھی یاد رہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ مالی عبادت صرف زکوٰۃ دینا ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی حقوق اللہ تعالیٰ نے اس پر رکھے ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے! اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چندہ ہر ایک احمدی کے ذمہ لازمی اور حتمی قرار دیئے وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے اسی طرح موصیان کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی بھی اس فریضہ سے الگ ہے جو باوجود ان جملہ چندہ جات ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا رہتا ہے اور جب تک اسے زکوٰۃ کی نیت سے ادا نہ کیا جائے ادا نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشادات ۱۔ زکوٰۃ کیا ہے:۔ يُؤْخَذُ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَيُرَدُّ إِلَى الْفُقَرَاءِ امراء سے لیکر فقراء کو دیجاتی ہے اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔"

۲۔ "یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کا سب روپیہ یہاں آجانا چاہیئے۔"

۳۔ "عزیزو یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیگا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے۔"

ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب احباب اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ اس سے قوم کے یتیم، بیوگان اور غرباء کو گذارہ دیا جاتا ہے۔ جملہ احباب جماعت عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات اپنے حلقہ کے صاحب نصاب احباب کی زکوٰۃ جلد مرکز بھجوانے میں تعاون فرماویں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں!

الہ آباد ۱۳؍اکتوبر۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے آج یہاں ایک گاؤں میں ایک عظیم جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مغربی یوپی کے حالیہ فرقہ وار فسادات کی شدید مذمت کی۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ علی گڑھ وغیرہ مقامات کے فرقہ وار فسادات نہایت شرمناک ہیں۔ ان فسادات کے باعث ہندوستان کا وقار گر گیا ہے۔ یہ امر نہایت تکلیف دہ اور افسوسناک ہے کہ فسادات میں طلباء نے حصہ لیا۔

نئی دہلی۔ ۱۳؍اکتوبر مسٹر نہرو کے دورہ امریکہ کی تاریخوں کا آج علم ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم ۳؍نومبر کو دہلی سے امریکہ کے لئے روانہ ہوں گے۔ وہ براہ لندن امریکہ جائیں گے وزیر اعظم ۴؍نومبر کو لندن پہنچیں گے۔ وہاں دو دن قیام کریں گے اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر میکملن سے ملاقات کریں گے۔ مسٹر نہرو ۵؍نومبر کو لندن سے روانہ ہو کر ۶؍نومبر کو امریکہ پہنچیں گے۔

الہ آباد ۱۴؍اکتوبر۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے کل اپنے انتخابی حلقہ کے گاؤں کا دورہ کیا اور رات کو وہ الہ آباد واپس آ گئے کل انہوں نے دو عام جلسوں میں تقریریں کیں۔ موضع الوا میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر نہرو نے فرقہ وارانہ فسادات کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات تکلیف دہ اور شرمناک ہے کہ طالب علموں نے ان فسادات میں حصہ لیا۔ تعلیم کا آخر مقصد کیا ہے۔ اگر طالب علم اس قسم کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ تو پھر تعلیم کا فائدہ کیا ہے۔

مسٹر نہرو نے کہا اشوک کے وقت سے اب تک ہندوستان کی یہ روایت رہی ہے کہ مذہب کے نام پر ایک گروپ کا دوسرے گروپ کے لوگوں نے گلا نہیں کاٹا۔ اور دوسرے کے مذہب کا احترام کیا ہے۔ انہوں نے عوام سے کہا کہ وہ متحد رہیں۔ قومی اتحاد کے بغیر ترقیاتی اسکیموں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں رہ سکتا۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ ماضی کی ذات پات کے امتیاز فرقہ پرستی اور کچھ دوسری کمزوریوں کی وجہ سے ہندوستان ہمیشہ کمزور رہا ہے۔ ان برائیوں کی جڑیں گہری ہیں اور یہ ہندوستان کو ایک قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنے میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں ہمیں ان برائیوں کا انسداد کرنا ہے۔ اور ملک کی یکجہتی اور استحکام کے لئے کام کرنا ہے۔

مسٹر نہرو نے کہا کہ ہندو ازم اسلام عیسائیت اور سکھ ازم یہ سب ہندوستان کے مذاہب ہیں۔

مسٹر نہرو نے کہا کہ ہندو اور مسلمان اسی سرزمین کی اولاد ہیں۔ انہیں بھائیوں کی طرح ساتھ رہنا چاہیئے اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ مفاد پرستوں کی سرگرمیاں ملک کے امن میں رخنہ پیدا نہ کر دیں۔ اگر ملک کے عوام کو دوسری قوموں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ تو ملک کو ایک نئی شکل دینی ہو گی۔

لکھنؤ ۱۴؍اکتوبر۔ ریاست اترپردیش کے وزیر داخلہ مسٹر چرن سنگھ نے کل بتایا کہ یوپی کے ۱۲ اضلاع میں جو حالیہ ہنگاموں سے متاثر تھے کل امن رہا۔ آگرہ۔ گورکھپور۔ مظفر نگر اور بلند شہر میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ دریں اثناء مختلف اضلاع میں تازہ گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ فسادات میں ایک سو افراد زخمی ہوئے تھے۔ کل ہسپتالوں میں ان میں سے تین اور زخمی اپنے زخموں کے سبب جانبر نہ ہو سکے۔ اس طرح مرنے والوں کی تعداد ۳۵ ہو گئی ہے۔ گرفتاریاں ۲۲۰۶ ہوئی ہیں۔ کل کی گرفتاریاں ان کے علاوہ ہیں۔ میرٹھ میں حالات نارمل ہوتے جا رہے ہیں۔ کرفیو مزید نرم کر دیا گیا ہے۔ وہاں سات سو کے قریب افراد کو گرفتار کیا گیا۔ میرٹھ کے فسادات میں سولہ اشخاص کو قتل کیا گیا تھا۔

علیگڑھ میں بالکل امن رہا۔ وہاں ۴۰۶ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ چندوسی میں کرفیو کے اوقات میں کمی کر کے ۵ گھنٹے کا وقت کر دیا گیا ہے۔ لیکن احتیاطی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس ضلع میں کل گرفتاریاں ۲۸۶ ہوئی ہیں۔ مظفر نگر میں متعدد دیہاتیوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ رام پور میں پورا امن طور پر ہو رہی ہے۔ گورکھپور میں ۲۶ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ وزیر داخلہ کو موصول شدہ اطلاعات کے مطابق میرٹھ میں ۷ بلند شہر میں ۹۰ آگرہ میں ۴۴ سہارنپور میں ۲۰۷ بنارس میں ۹۲ بہرائچ میں ۳ لکھنؤ میں ایک اور رائے بریلی میں ایک ڈیرہ دون بجنور الہ آباد اعظم گڑھ اور مراد آباد میں متعدد دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ یہ اضلاع حالیہ فسادات سے متاثر ہوئے۔

بمبئی ۱۳؍اکتوبر۔ بہار اور مدھیہ پردیش کے علاوہ جھارکھنڈ اور یوپی میں بھی سیلاب آ گیا ہے۔ ندیہ بھیر اور نواحی دیہات سے ہزاروں آدمیوں کو نکال لیا گیا ہے۔ سڑکیں اور ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے لکھنؤ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں گومتی ندی میں پانی کی سطح کافی بلند ہو گئی ہے۔ اور متوقع سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ لوگوں کو نکالنے کے لئے کشتیاں تیار رکھی ہیں۔ سیلاب سے ڈیڑھ سو اشخاص کے ڈوب جانے کی اطلاع ملی ہے رضا دور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں ۳۵ مسافروں کی کشتی ڈوب جانے سے ۱۲ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے کل رات پٹنہ میں بہار کمیونسٹ پارٹی کی کونسل نے بتایا کہ اس کے اندازے کے مطابق بہار میں اس مہینہ میں سیلاب اور موسلا دھار بارش سے کم از کم پانچ ہزار جانیں تلف ہوئیں۔ اور پچاس ہزار مویشی ہلاک ہوئے ہیں۔ سورت کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دریائے تاپتی میں کل پانی کی سطح بارہ فٹ اونچی ہو گئی۔

نیویارک ۱۶؍اکتوبر۔ اتحادی سبھا میں امریکی ڈیلیگیٹ مسٹر سٹیونسن نے کل انکشاف کیا۔ کہ روس اور امریکہ کے نمائندے یوتھانٹ کو عبوری سیکرٹری جنرل بنانے پر رضامند ہو گئے۔ اب دونوں ملکوں میں جھگڑا اس پر رہا ہے کہ سیکرٹری جنرل کے انڈر سیکرٹری کتنے ہوں۔ اور وہ کن علاقوں کے ہوں۔ انہوں نے ٹیلی ویژن پر براڈکاسٹ میں کہا کہ امریکہ جہاں تک ہو سکتا ہے روس کی بات ماننا چاہتا ہے۔ لیکن جب بات اس سے آگے چل جائے۔ کہ امریکہ سکرٹریٹ کی راست بازی کو خطرہ محسوس ہو تو اسے معاملہ جنرل اسمبلی میں پیش کرنا پڑے گا۔

نئی دہلی ۱۶؍اکتوبر۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے بہار کے سیلاب زدہ علاقوں کا ہوائی جائزہ کے بعد بتایا کہ ان سے ایسی تباہی ہوئی ہے جس کی مثال نہیں تھی۔ شری نہرو نے کل پٹنہ سے اپنی پرواز سے قبل سیلاب زدہ علاقوں خصوصاً بھاگلپور اور پٹنہ ڈویژن کے علاقوں پر پرواز کی تھی۔ یہ ہوائی جائزہ ان کے پروگرام میں شامل نہ تھا۔ شری نہرو نے وزیر پارلیمنٹری امور شری ستیہ نارائن سنہا کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ان سیلابوں سے بڑے پیمانہ پر تباہی ہوئی ہے۔ شری ستیہ نارائن سنہا نے بتایا کہ ان سیلابوں سے ہونے والی تباہی کی ماضی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بہار کے متاثرہ علاقوں میں مسلسل ۲۴ گھنٹوں میں ۲ انچ بارش ہوئی اور اس دوران میں بارش تھوڑے سے وقفہ کے لئے بھی نہیں تھمی۔ اور یہ بات کبھی دیکھی نہ سنی بہر حال تباہی کے نئے نئے واقعات سننے میں آ رہے ہیں۔ ابھی بہت سے علاقے ایسے ہیں جن تک پہنچنا ناممکن ہے۔ اس لئے نقصان کی مکمل رپورٹ مرتب نہیں ہو سکی۔ اب تک کے اندازہ کے مطابق دو کروڑ روپیہ کی فصل تباہ ہو چکی ہے۔ بہت سے پل پلیاں سڑکیں اور بہت سی عمارتیں سیلاب میں بہہ گئی ہیں۔ انسانوں اور مویشیوں کی لاشیں ابھی تک کھیتوں میں جہاں دس دس پندرہ پندرہ فٹ گہرا پانی بھر رہا ہے تیر رہی ہیں۔

تحریک جدید کا موجودہ مالی سال ختم ہو رہا ہے!

تحریک جدید کا موجودہ مالی سال ۳۰؍نومبر کو ختم ہو رہا ہے۔ جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں وعدہ کنندگان کی اور دیگر ان کا جب تک یہ ہیں اور جو دوست ابھی تک وعدے ادا نہیں کر سکے ان کو توجہ دلا کر ممنون فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)